احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اپریل 2018ء

تخلیقِ محمدی ﷺ اور معراجِ مصطفیٰ ﷺ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی علمی و روحانی خطاب

شبِ برأت اور اسلاف کے معمولات و آراء

پاکستان اور یہ ظالم نظام ایک ساتھ نہیں چل سکتے

پاکستان کا نظامِ تعلیم

ایک تحقیقی جائزہ (قسط:2)

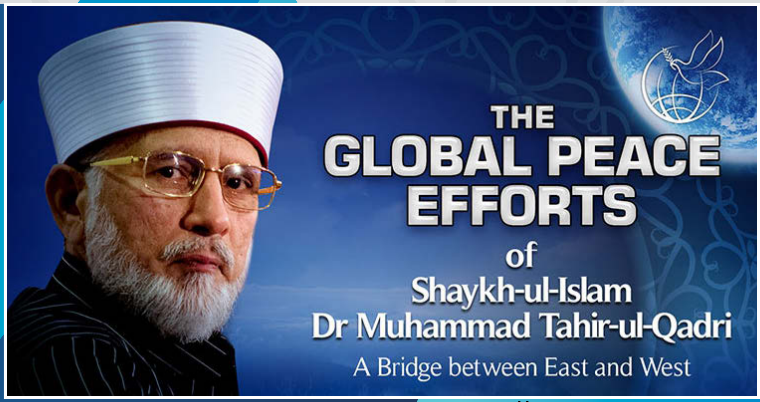

دنیا بھر میں قائد ڈے تقریبات

عالمی سفیرِ امن سیمینارز اور کانفرنسز کا انعقاد

قائد ڈے تقریبات

مرکزی سیکرٹریٹ میں منعقدہ قائد ڈے کی تقریب میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری
اور دیگر مہمانانِ گرامی شریک ہیں

منہاج یونیورسٹی لاہور میں منعقدہ قائد ڈے تقریب میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری خطاب کر رہے ہیں

تحریک منہاج القرآن لاہور کے زیر اہتمام ایوانِ اقبال میں ’’سفیرِ امن کانفرنس‘‘ میں
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری دیگر مہمانانِ گرامی کے ہمراہ سٹیج پر تشریف فرما ہیں

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد شمارہ 4 / رجب - شعبان ۱۴۳۹ھ / اپریل 2018ء

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی
محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

حسنِ ترتیب

(اداریہ) سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ..... قانونی پیشرفت	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن) تخلیقِ محمدی اور معراجِ مصطفی ﷺ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
(الفقہ) زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	11
شبِ برأت اور اسلاف کے معمولات وآراء	حافظ ظہیر احمد الاسنادی	14
پاکستان کا نظامِ تعلیم	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	18
میرِ کارواں اقبالؒ کی نظر میں	ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی	23
پاکستان اور یہ ظالم نظام ایک ساتھ نہیں چل سکتے	نوراللہ صدیقی	27
FMRi کے شعبہ خواتین کا اسلوبِ تحقیق	محمد فاروق رانا	30
قائد ڈے تقریبات (رپورٹس)		32

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس وسالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

میٹھی نیند سلاتا ہے تو، دن کو ہمیں جگاتا ہے تو
چیر کے سینہ ظلمتِ شب کا، نیا سویرا لاتا ہے تو

اپنی حمد کے نغمے مولا، خود ہی ہمیں سناتا ہے تو
اپنا ہر دم آپ تعارف، بندوں سے کرواتا ہے

پھر بھی تو بے رنگ ہے مولا، گو سب رنگ بناتا ہے تو
اپنی جانب آنے والے، رستے سب سمجھاتا ہے تو

کس حسنِ تدبیر سے یارب، کائنات چلاتا ہے تو
گلشن گلشن پھول کھلا کر، روئے ارض سجاتا ہے تو

تو رحمٰن رحیم خدایا، مشکل میں کام آتا ہے تو
تو دیتا ہے سب کو روزی، سب منگتے ہیں داتا ہے تو

تیرے نام کا ورد رکھے جو، اس کی شان بڑھاتا ہے تو
جل تھل ہوجاتی ہے دھرتی، بارش جب برساتا ہے تو

ہوتی ہے جس وقت ضرورت، میرا رزق بڑھاتا ہے تو
پیاس لگے جب صحراؤں کو، پانی انہیں پلاتا ہے تو

تیرا در میں کیسے چھوڑوں، میرے من کو بھاتا ہے تو
تجھ سے ہے ایماں کی حرارت، جذبوں کو گرماتا ہے تو

کسی کسی کو پاس بلاکر، اپنا آپ دکھاتا ہے تو
تو ہے ہفت افلاک کا خالق، سورج شرق سے لاتا ہے تو

ہو شہزآد پہ فضل الٰہی
ارحم خود کہلاتا ہے تو

(شہزاد مجددی)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دعا ہے تا دمِ آخر رہوں جاکر مدینے میں
ثنائے پیکرِ رحمتؐ کروں جاکر مدینے میں

وہاں جنت کی نہروں میں یہی تو بہہ رہا ہوگا
جو ملتا ہے غلاموں کو سکوں جاکر مدینے میں

مدینے کی ہوائیں دل کے تالے توڑ دیتی ہیں
تمنا ہے ہوا بن کر چلوں جا کر مدینے میں

میں جب بھی آنکھ کھولوں گنبدِ خضریٰ نظر آئے
کبوتر روح کا بن کر اڑوں جا کر مدینے میں

خدا کے اور فرشتوں کے درودوں کا ترنم ہو
میں اُس محفل میں آنکھیں نم کروں جا کر مدینے میں

رسولِؐ پاک کے اصحابؓ کی محفل بھی ہوتی ہے
رہوں میں اُنؐ کے قدموں میں نگوں جا کر مدینے میں

مرے بچوں کے دکھ، احباب کے غم ختم ہوجائیں
میں یوں شام و سحر روتا رہوں جا کر مدینے میں

عزیزؔ ان کی رضا کا غم ہے وہ راضی خدا راضی
میں توبہ کی دعا کرتا رہوں جا کر مدینے میں

(شیخ عبدالعزیز دباغ)

اداریہ

سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ............قانونی پیشرفت

انسداد دہشتگردی عدالت لاہور میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے دائر استغاثہ مروجہ قانونی طریقہ کار کے مطابق آگے بڑھ رہا ہے۔ استغاثہ مارچ 2017 ء میں منظور ہوا تھا اور مارچ 2018 ء میں اسے منظور ہوئے ایک سال بیت گیا ہے۔ منظوری کے بعد دوسرا قانونی مرحلہ فردِ جرم عائد کیے جانے سے متعلق ہے۔ استغاثہ کے تحت اے ٹی سی نے 124 ملزمان طلب کیے لیکن یہ ملزمان گزشتہ ایک سال سے فردِ جرم عائد کیے جانے کے قانونی عمل کو تاخیر کا شکار بنانے کیلئے ایک سال سے مختلف ہتھکنڈے اختیار کررہے ہیں۔ گزرے ہوئے ایک سال میں پولیس ملزمان کی طرف سے درجنوں درخواستیں دائر کی گئیں اور درجنوں مرتبہ غیر حاضر رہے اور درجنوں بار مختلف عذر پیش کر کے تاریخیں لیں۔ ہمارے نظامِ عدل کی یہی پیچیدگی ہے کہ فیئر ٹرائل کی آڑ میں ملزمان عدالت کا وقت ضائع کرتے اور کیس کو تاخیر کا شکار کرنے کیلئے قانونی عذر تراشتے رہتے ہیں۔ 16 مارچ 2018 ء کو اے ٹی سی میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تاریخ تھی اور اس تاریخ پر ملزمان نے لمبی تاریخ لینے کا ایک دلچسپ عذر پیش کیا۔ ملزمان کے وکلاء نے اے ٹی سی جج سے استدعا کی کہ پی ایس ایل کرکٹ مقابلوں کی وجہ سے تاریخ بڑھا دی جائے جس پر اے ٹی سی جج نے مسکراتے ہوئے کہا کہ انصاف کے عمل اور پی ایس ایل کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ اور انہوں نے ملزمان کے وکلاء کو ہدایت کی کہ وہ بلاتاخیر اپنے ''آرگومنٹ'' مکمل کریں تاکہ فردِ جرم کا قانونی تقاضا پورا کر کے ٹرائل کا آغاز کیا جا سکے۔

گزشتہ تواریخ پر اے ٹی سی جج نے ملزمان کے وکلاء کی طرف سے مسلسل غیر حاضری اور تاریخ پر تاریخ لینے کے عمل پر برہمی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم یہاں پر صرف درخواستیں وصول کرنے کیلئے نہیں، فیصلے سنانے کیلئے بیٹھے ہیں اور انہوں نے ملزمان کے وکلاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ جتنی مرضی تاخیر کرلیں لیکن اس استغاثہ نے ہر حال میں قانونی پراسیس میں جانا ہے اور پراسیس کے بغیر کسی کو کوئی ریلیف نہیں ملنے والا، لہٰذا اپنا اور عدالت کا وقت مت ضائع کریں۔ اے ٹی سی جج نے یہ ریمارکس بھی دیئے کہ کوئی ایسی مثال نہیں کہ محض فردِ جرم عائد کرنے کے حوالے سے ایک سال سے زائد کا عرصہ گزر جائے؟

آج کل استغاثہ کیس کے حوالے سے قانونی عمل تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ غالب امکان ہے کہ اپریل 2018 ء میں فردِ جرم عائد ہو جائے گی اور ٹرائل کا باقاعدہ آغاز ہو جائے گا۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مرکزی کردار اُس وقت کے ڈی آئی جی آپریشن رانا عبدالجبار مسلسل عدالت سے غیر حاضر ہیں اور ان کے قابلِ ضمانت وارنٹ جاری ہو چکے ہیں۔ 16 مارچ 2018 ء کے دن استغاثہ کیس کی سماعت کے موقع پر اے ٹی سی جج نے سختی سے ہدایت کی کہ رانا عبدالجبار کو پیش کیا جائے۔ یہ وہی رانا عبدالجبار ہیں جو 17 جون 2014 ء کے دن آئی جی آفس اور وزیراعلیٰ ہاؤس کے درمیان رابطہ کار اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خونی آپریشن کے نگران تھے۔ عوامی تحریک کے وکلاء ہر تاریخ پر معزز عدالت سے استدعا کرتے ہیں کہ رانا عبدالجبار کو حاضر کروایا جائے یا انہیں اشتہاری قرار دیا جائے۔ امید ہے آئندہ تواریخ پر یا تو ملزم رانا عبدالجبار پیش ہونگے یا پھر مستقل اشتہاری قرار پائیں گے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کا دوسرا پہلو ان ملزمان کی طلبی ہے جنہوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قتلِ عام کی منصوبہ بندی کی اور ان کی نگرانی میں بے گناہ شہریوں کا قتل عام ہوا، ان میں نواز شریف، شہباز شریف، رانا ثناء اللہ و دیگر حواری شامل ہیں، ان کی طلبی کیلئے بھی لاہور ہائیکورٹ میں کیس زیرِ سماعت ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سانحہ کے مرکزی ملزمان بھی ایک دن قانون کے

کٹہرے میں کھڑے ہوں گے کیونکہ سانحہ سے ان کا تعلق جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ میں ثابت ہو چکا ہے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن پاکستان کی تاریخ کا ایک بدترین قتلِ عام ہے جس میں عوام کے جان و مال کے محافظ ادارے پولیس نے حکمرانوں کے ایماء پر بے گناہوں کی جانیں لیں جن میں خواتین، بوڑھے، جوان سبھی شامل تھے۔ پولیس کی درندگی کے مناظر کی ویڈیوز آج بھی محفوظ ہیں اور سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ کیس کا حصہ ہیں۔ یہ بے گناہوں کا خون ہے، یہ رنگ لائے گا اور قاتل کتنے ہی چالاک، عیار اور مالدار کیوں نہ ہوں بالآخر وہ اپنے انجام سے دو چار ہوں گے اور عبرت کا نشان بنیں گے۔ فرعون کو اپنی طاقت، اپنے اقتدار اور جاہ و جلال پر بڑا گھمنڈ تھا اور وہ زمین پر خود کو خدا سمجھتا تھا، ریاستی طاقت کے نشے میں کمزوروں کو ظلم کا نشانہ بناتا تھا، اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کیلئے ظلم اور ناانصافی سے کام لیتا تھا اور پھر جب اللہ کی لاٹھی حرکت میں آئی تو وہ اپنے عبرتناک انجام سے دو چار ہوا اور آج اسے عبرت کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ نواز شریف کو بھی اپنی سیاسی طاقت اور اقتدار پر بڑا گھمنڈ تھا، وہ خود کو مختارِ کل سمجھتا تھا اور یہ خناس اس کے ذہن میں سمایا ہوا تھا کہ کوئی طاقت اسے چیلنج نہیں کرسکتی اور پھر اللہ کی لاٹھی حرکت میں آئی، پاناما لیکس کیس میں نواز شریف بمعہ اہل و عیال عبرت کا نشان بنے اور اللہ نے اسے اس طرح رسوا کیا کہ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت کے معتبر پانچ جج نے انہیں جھوٹ بولنے، اثاثے چھپانے پر نااہل قرار دے کر ایوان اقتدار سے کک آؤٹ کر دیا اور اب پورا خاندان کرپشن ریفرنسز میں احتساب عدالت کی تاریخیں بھگت رہا ہے۔ ان کے خلاف کرپشن کے اتنے ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ یہ کسی طور سزاؤں سے نہیں بچ پائیں گے اور یقینی سزاؤں ہی کے خوف میں آج کل تحریکِ عدل چلانے کا ناٹک کر رہے ہیں۔ تاہم اب کوئی ہتھکنڈہ انہیں ان کے انجام سے نہیں بچا سکے گا۔

گزشتہ رمضان المبارک میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شبِ قدر کی رات شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کے انصاف کیلئے اللہ رب العزت کے حضور ایک رقت آمیز دعا کی تھی کہ اے رب ان قاتلوں اور ظالموں کے محاسبہ اور مواخذہ کیلئے اپنی غیبی مدد اتار اور انہیں نشانِ عبرت بنا اور پھر پاناما لیکس کی صورت میں یہ مدد پہنچی اور یہ خاندان نشانِ عبرت بنا۔ ابھی یہ آغاز ہے، نواز شریف سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حکم دینے والے ہیں، شہباز شریف اس پر عملدرآمد کروانے والے ہیں، یہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ظلم کا خمیازہ اور نتیجہ اسی دنیا میں بھگت کر جائیں گے۔

یہاں پر ہم شہدائے ماڈل ٹاؤن کے جرأت مند اور غیرت مند ورثاء کو بارے دیگر مبارکباد پیش کریں گے کہ انہوں نے تمام تر حکومتی پیشکشوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور دیت کے نام پر خون معاف کرنے کی ہر حکومتی اور ان کے حواریوں کی درخواستوں کو مسترد کر دیا۔ انہیں پیشکشیں بھی کی گئیں اور ہراساں بھی کیا گیا مگر قاتلوں کی بات نہیں بن سکی۔ گزشتہ ہفتے سماء ٹی وی نے اس حوالے سے خصوصی رپورٹ بھی دی کہ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو کیس سے دستبردار ہونے کیلئے پہلے 50 لاکھ، پھر ایک کروڑ کی پیشکش کی اور اب قاتلوں کی طرف سے کہا جارہا ہے کہ آپ جو لینا چاہتے ہیں خود ہی بتا دیں لیکن پاکستان کی زمین پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے چاہنے والے ایسے بھی ہیں جو انمول ہیں۔ وہ اپنی غربت اور تنگ دستی کے ہاتھوں بے بس نہیں۔ ان کی ایک ہی آرزو ہے کہ وہ شریف برادران کو پھانسی کے پھندوں پر جھولتا دیکھیں۔ ہم یہاں پر اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید کے بھی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے 16 مارچ 2018ء کو پنجاب اسمبلی میں شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو ہراساں کیے جانے کے خلاف ایک قرارداد جمع کروائی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ دن جلد آئے گا کہ جب سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتل پھانسی کے پھندوں پر جھولیں گے اور انصاف کا سویرا طلوع اور مظلوم سرخرو ہونگے۔ (چیف ایڈیٹر)

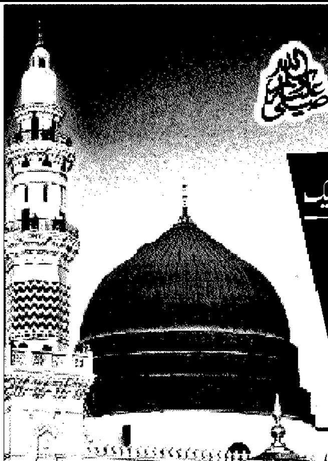

تخلیقِ محمدی ﷺ اور معراجِ مصطفی ﷺ

حقیقت بشریت میں پہلا مقام حضور ﷺ کی طبیعت مقدسہ کا تھا، ہر شخصیت کی ایک الگ طبیعت اور مزاج ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنی صفت کا فیض سب سے پہلے حضور ﷺ کی مقام طبیعت میں عطا فرمایا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی علمی و روحانی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین ۔۔ معاونت: محبوب حسین

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ.

”اور بے شک ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں (یعنی سورۂ فاتحہ) اور بڑی عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے“۔ (الحجر، ۱۵:۸۷)

آیت مبارکہ کے لغوی ترجمہ کی رو سے ”سبعاً“ سے مراد ”سات“ اور ”المثانی“ سے مراد ”مکرر“ ہے یعنی جسے بار بار دہرایا جائے۔ ”سبعاً من المثانی“ سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے۔

سورہ فاتحہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ یہ سورہ قرآن مجید کے جملہ علوم و معارف اور اسرار و حکم کا خزانہ بھی ہے اور انوارِ قرآن، لطائفِ قرآن، حقائقِ قرآن، دقائقِ قرآن، معانیِ قرآن، مضامینِ قرآن اور قرآن مجید کے جملہ محاسن و کمالات کا سرچشمہ ومنبع بھی ہے۔ حتیٰ کہ سورہ فاتحہ کی یہ سات آیات پورے قرآن کا خلاصہ و اجمال ہیں اور قرآن مجید اس اجمال کی تفصیل ہے۔

قرآن مجید کیا ہے؟ یہ کلامِ الٰہی ہے اور کلام ہمیشہ متکلم کی صفت ہوتا ہے۔ گویا قرآن مجید کلماتِ الٰہیہ ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ کی صفات کا مجموعہ ہے۔ جس طرح قرآن مجید صفاتِ الٰہیہ کا مجموعہ ہے، اسی طرح سورہ فاتحہ صفات الٰہیہ کا اجمال ہے۔ سورہ فاتحہ قرآن مجید کا حصہ ہے، اس کے باوجود مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن مجید کے بیان کے ساتھ الگ طور پر بھی ذکر کیا۔ اس اسلوب کے ذریعے بتانا یہ مقصود تھا کہ اے حبیب مکرم! قرآن میری صفات کی تفصیل ہے اور سورہ فاتحہ میری تفصیلی صفات کا اجمال ہے، میں نے قرآن مجید دے کر آپ ﷺ کو اپنی صفات کی تفصیل بھی عطا کردی اور سورہ فاتحہ دے کر اپنی صفات کا اجمال بھی آپ کو عطا کردیا۔ آپ ﷺ کے آئینۂ ذات اور آئینۂ عظمت و اخلاق کو میں نے ایسا حسین و جمیل بنایا ہے کہ جو میری صفات اور میرے حسن و جمال کو دیکھنا چاہے تو وہ جان لے کہ میرے حسن و جمال کا اجمال بھی میرے مصطفی ﷺ میں ہے اور میرے حسن کی تفصیل بھی میرے مصطفی ﷺ میں ہے۔

صفاتِ الٰہیہ

اللہ رب العزت کی لاتعداد صفات میں سے درج ذیل سات بنیادی صفاتِ ہیں:

۱۔ صفتِ حیات ۲۔ صفتِ علم
۳۔ صفتِ قدرت ۴۔ صفتِ ارادہ
۵۔ صفتِ سمع ۶۔ صفتِ بصر
۷۔ صفتِ کلام

اللہ رب العزت کی ان بنیادی سات صفات کا فیض آقا ﷺ کو عطا کیا گیا اور مکرّر عطا کیا گیا۔ مکرّر عطا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اے حبیب مکرم! ہم نے آپ کو اپنی ساتوں

☆ (CD# 345)، (خطاب نمبر EN-49)، (مورخہ 1997)

صفات کا فیض بار بار عطا کیا تاکہ آپ کو صفتِ علم بھی میسر آجائے۔۔۔ صفتِ حیات سے بھی آپ متصف ہوں۔۔۔ صفتِ ارادہ پر بھی متمکن ہوں۔۔۔ اسی طرح صفتِ قدرت، صفتِ سمع و بصر اور صفتِ کلام میں بھی آپ کو تمکن ملے۔ یاد رکھیں! کسی کام کے ایک بار کرلینے سے وہ عمل سیرت نہیں بن جاتا بلکہ سیرت بننے میں وقت لگتا ہے۔ اس کے لیے بار بار فیض اور تسلسل کے ساتھ توجہ، نگرانی، ربط، پرورش اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب ان امور میں تسلسل، دوام، استمرار اور تکرار شامل ہوجائے تو تب سیرت بنتی ہے۔ بار بار اس فیض کے عطا کیے جانے کی افادیت یہ ہے کہ اس مکرر فیض نے آپ ﷺ کی پُرعزم سیرت وکردار کو تشکیل دیا۔

حقیقتِ بشریت کے لطائف

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو خلقِ عظیم کے مقام پر پہنچانے کے لیے ضروری تھا کہ آپ کی حقیقتِ بشریت کے ہر ہر لطیفہ کو اللہ تعالیٰ اپنی صفت کا فیض عطا فرماتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حقیقتِ بشریت کے درج ذیل سات لطائف ہیں:

۱۔ حقیقتِ بشریت میں پہلا مقام حضور نبی اکرم ﷺ کی طبیعت مقدسہ کا تھا۔ ہر شخصیت کی الگ طبیعت اور مزاج ہوتا ہے جس کے اپنے خصائص ہوتے ہیں۔ چونکہ حقیقتِ بشریت کا پہلا لطیفہ طبیعت ہے، اس لیے اللہ رب العزت نے اپنی صفت کا فیض سب سے پہلے حضور ﷺ کی مقامِ طبیعت کو عطا فرمایا۔ جب اللہ رب العزت کی صفات کا فیض حضور نبی اکرم ﷺ کی طبیعت کو ملا تو آپ ﷺ کی طبیعت کا ذوق، رجحان اور میلان بدل گیا۔ حقیقتِ بشریت رہی مگر میلان اور رجحانِ طبیعت بدل گیا۔ اب طبیعت بشر کی تھی مگر ذوق بشر کا نہ تھا۔ گویا صفاتِ الٰہیہ کے فیض نے آپ ﷺ کی طبیعت کو بدل دیا۔

۲۔ دوسرا فیض آقا ﷺ کے نفس کو عطا فرمایا۔ اس سے آپ ﷺ کے نفسِ مقدسہ کے خصائل بدل گئے۔

۳۔ تیسرا فیض قلبِ محمدی کو عطا کیا۔ اس سے آپ ﷺ کے قلب کے اخلاق و اطوار بدل گئے۔

۴۔ چوتھا فیض روحِ محمدی کو عطا فرمایا۔ اس سے آپ ﷺ کی روح کے انوار بدل گئے۔

۵۔ پانچواں فیض حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ سِر کو عطا فرمایا۔ اس سے آپ ﷺ کے مقامِ سِر کی کیفیات بدل گئیں۔

۶۔ چھٹا فیض حضور ﷺ کے مقامِ خفی کو عطا فرمایا۔ اس سے آپ ﷺ کے مقامِ خفی کے احوال بدل گئے۔

۷۔ ساتواں فیض حضور ﷺ کے مقامِ اخفیٰ کو عطا ہوا۔ اس سے آپ ﷺ کے مقامِ اخفیٰ کے مقامات بدل گئے۔

یہ سات لطائف تھے جن سے بشریتِ محمدی کی تشکیل ہوئی۔

آقا ﷺ کے لطائف کو صفاتِ الٰہیہ کا فیض مل رہا ہے اور اس سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی تشکیل ہورہی ہے۔ یہ وجودِ مقدس چلتا پھرتا تو عالم ناسوت میں نظر آرہا ہے مگر صفاتِ الٰہیہ کے فیض سے ناسوتی خصائل اس میں سے مٹائے جارہے ہیں۔ یہ پیکر تو بشریت کا دکھائی دے رہا ہے مگر صفاتِ الٰہیہ کے فیض سے بشری خصائل اس پیکر سے نکالے جارہے ہیں۔

تخلیقِ بشریت کے مراحل

اللہ رب العزت نے جب بشریت کی تخلیق فرمائی تو اس کے بھی درج ذیل سات مراحل تھے:

۱۔ پہلے مرحلہ کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ. (الانبیاء، ۲۱: ۳۰)

”اور ہم نے (زمین پر) پیکرِ حیات (کی زندگی) کی نمود پانی سے کی“۔

بشریت کی تخلیق کا پہلا مرحلہ پانی ہے۔ جب یہ زمین وجود میں آئی تو اس پر زندگی کے آثار نہ تھے اور جب زندگی کے آثار اس پر پیدا ہوئے تو ابتدائے حیات کی بحث کرتے ہوئے سائنس نے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے پانی تھا۔ سائنس کو یہ حقیقت آج معلوم ہوئی جبکہ قرآن اسے چودہ سو سال پہلے بیان کرچکا ہے۔

۲۔ دوسرے مرحلہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ. (المومن، ۴۰: ۶۷)

”وہی ہے جس نے تمہاری (کیمیائی حیات کی ابتدائی) پیدائش مٹی سے کی“۔

گویا بشریت کی تخلیق کا دوسرا مرحلہ خشک مٹی ہے۔

۳۔ تیسرے مرحلہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ. (الانعام، ۶: ۲)

’’(اللہ) وہی ہے جس نے تمہیں مٹی کے گارے سے پیدا فرمایا (یعنی کرّہ ارضی پر حیاتِ انسانی کی کیمیائی ابتداء اس سے کی)‘‘۔

مٹی جب پانی سے ملی تو گارا بنا اور یہ تخلیقِ بشریت کا تیسرا مرحلہ تھا۔

۴۔ قرآن مجید میں تخلیقِ بشریت کے چوتھے مرحلے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ. (الصافات، ۳۷: ۱۱)

’’بے شک ہم نے اِن لوگوں کو چپکنے والے گارے سے پیدا کیا ہے‘‘۔

۵۔ بشریت کی تخلیق کے پانچویں مقام کے بارے میں فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ.

’’اور بے شک ہم نے انسان کی تخلیق (کی ابتداء) مٹی (کے کیمیائی اجزاء) کے خلاصہ سے فرمائی‘‘۔ (المومنون، ۲۳:۱۲)

یعنی ایسے جوہر سے تخلیق فرمائی جو مٹی کا خلاصہ تھا جو ایک کیمیائی تعامل (Chemical Process) سے گزرا اور مصفّٰی، مزکّٰی اور اجلا ہوگیا۔

۶۔ اس کیمیائی جوہر سے بشریت کو گزارنے کے بعد چھٹا مرحلہ شروع ہوا جس کے بارے قرآن مجید فرماتا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ.

’’اور بے شک ہم نے انسان کی (کیمیائی) تخلیق ایسے خشک بجنے والے گارے سے کی جو (پہلے) سِن رسیدہ (اور دھوپ اور دیگر طبیعیاتی اور کیمیائی اثرات کے باعث تغیّر پذیر ہوکر) سیاہ بودار ہو چکا تھا‘‘۔ (الحجر، ۱۵:۲۶)

۷۔ تخلیقِ بشریت کے ساتویں مرحلے پر فرمایا:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ.

’’اسی نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتے ہوئے خشک گارے سے بنایا‘‘۔ (الرحمٰن، ۵۵:۱۴)

اس طرح بشریت کی تخلیق کے سات مرحلے مکمل ہوئے۔

تخلیق و لطائفِ بشریت میں باہمی تعلق

ان مذکورہ سات مراحل میں موجود ربط اور تعلق کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہر ایک مرحلۂ تخلیق لطیفہ بشریت کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے۔ ذیل میں اسی تعلق پر روشنی ڈالی جارہی ہے:

۱۔ پانی کا ربط انسان کے ساتھ یہ ہے کہ پانی کے کچھ خواص ایسے ہیں جو بشر کی طبیعت کی تشکیل میں کام آئے۔ پانی میں بہاؤ اور سیلان ہوتا ہے، اس لیے طبیعت میں بھی بہاؤ ہے، کبھی طبیعت اِدھر جھک جاتی ہے اور کبھی اُدھر جھک جاتی ہے۔ لہٰذا طبیعتوں کا سیلان دراصل پانی کے بہاؤ اور سیلان کے خواص کی وجہ سے ہے۔ پانی کا یہ اثر طبیعت کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا اور جیسا چاہا شامل کردیا۔

۲۔ مٹی کا اثر نفس کی تخلیق میں ڈالا گیا۔ مٹی کے اندر گھٹیا پن ہوتا ہے۔ یہ گھٹیا پن مٹی کا ایک اثر بن کر نفس میں منتقل ہوگیا اور نفس کی بنیادی حالت میں اس مٹی کے گھٹیا پن کے باعث برائی رکھ دی گئی۔ اِس طرح یہ حالت قرآن کے اس فرمان اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ کے مصداق ہوگئی اور نفس برائی کی طرف لے جانے والا بن گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نفس گھٹیا اخلاق اور کمینگی کی طرف لے جاتا ہے۔ نفس کا گھٹیا پن کی طرف مائل ہونا حقیقت میں مٹی کے اس گھٹیا پن کی وجہ سے ہے۔ پس اس مٹی کا اثر اللہ رب العزت نے جیسے چاہا اور جیسا چاہا انسان کے نفس میں رکھ دیا۔

۳۔ بشریت کی تخلیق کا تیسرا مرحلہ گیلی مٹی سے بننے والے گارے کا تھا۔ اس کا اثر بھی اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا اور جیسا چاہا انسان کے قلب میں رکھ دیا۔

۴۔ بشریت کی تخلیق کا چوتھا مرحلہ چپکنے والا گارا تھا۔ اس کا اثر اللہ تعالیٰ نے جوہرِ لطیف کے طور پر انسانی روح میں منتقل کردیا۔

۵۔ بشریت کی تخلیق کا پانچواں مرحلہ مٹی کا جوہر تھا۔ اس سلالۃ کا اثر بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کے سر کو منتقل کردیا۔

۶۔ بشریت کی تخلیق کے چھٹے مرحلے صلصال کا اثر انسان کے مقامِ خفی میں منتقل کردیا۔

۷۔ بشریت کی تخلیق کا ساتواں مرحلہ کالفخار تھا۔ اللہ نے جیسے چاہا اور جیسا چاہا اس کا اثر انسان کے مقامِ اخفیٰ میں رکھ دیا۔

بشریت کی تخلیق کے اِن اجزاء کے اثرات جب متعلقہ لطائف کو ملے تو فرمایا: وَلَقَدْ اٰتَيْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ یعنی اے میرے مصطفیٰ! میں نے اپنی صفات کا مکرر فیض آپ کی بشریت کی تخلیق کے ایک ایک مرحلے اور ایک ایک لطیفہ کو عطا کیا۔ جب طبیعتِ محمدی بنائی گئی تو "مَــآءَ" (پانی) میں موجود سیلان یعنی جھکاؤ کا منفی اثر مصطفیٰ ﷺ کی طبیعت سے نکال دیا۔۔۔ جب تاجدار کائنات ﷺ کے نفس کو بنانے کا وقت آیا تو "تــراب" کا منفی اثر نفسِ مصطفیٰ ﷺ سے نکال دیا۔۔۔ جب آپ ﷺ کے قلب اطہر کو بنانے کا وقت آیا تو "طیــن" کا منفی اثر قلبِ مصطفیٰ ﷺ سے نکال دیا۔۔۔ جب روحِ مصطفیٰ ﷺ بنانے کا وقت آیا تو پھر "طین لازب" کا منفی اثر روحِ محمدی ﷺ سے نکال دیا گیا۔۔۔ جب سِر مصطفیٰ ﷺ بنانے کا وقت آیا تو "سلالة" کا منفی اثر نکال دیا۔ جب خفی مصطفیٰ ﷺ بنانے کا وقت آیا تو "صلصال" کا منفی اثر نکال دیا اور جب اَخفاءِ مصطفیٰ ﷺ کو بنانے کا وقت آیا تو "فخار" کا منفی اثر نکال دیا۔

تخلیقِ بشر پر ملائکہ کے اعتراض کی وجہ

بشر کی تخلیق پر فرشتوں نے اعتراض کیا تھا کہ رب کریم ایک بشر کو اپنا خلیفہ کیوں بنا رہا ہے؟ یہ تو زمین پر فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔ رب کائنات نے ملائکہ کی اس بات کو جھٹلایا نہیں تھا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ایسا نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ رب کائنات جانتا تھا کہ ملائکہ کی نظر بشر کے تخلیقی مراحل پر ہے، یہ جانتے ہیں کہ مٹی اور گارے سے بنا بشر ایسا ضرور کرے گا اس لیے کہ اِن تخلیقی اجزاء میں یہ منفی اثرات بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ جس خدشہ کا تم اظہار کر رہے ہو یہ تو ایک بات تھی، اس کے علاوہ کچھ اور باتیں بھی ہیں جن کے متعلق تم بے خبر ہو۔ وقت آنے پر تمہیں اس کی خبر ہوجائے گی۔ دراصل ملائکہ کو خبر نہیں تھی کہ یہ بشر عروج پر جائے گا اور عروج پر جاتے جاتے اس کی بشریت کے خواص، مقامات اور لطائف بھی مصفّٰی و مزکّٰی اور بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں گے اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ کوئی پیکر بشریت ایسا بھی ہوگا کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے کے باوجود اور دیکھنے کو میں بشر نظر آنے کے باوجود جبرائیل ان کے دروازے پر کھڑا ہوگا۔۔۔ وہ بشریت کا پیکر ہوگا مگر سدرۃ المنتہیٰ سے گزرے گا اور فرشتے اس کے دیدار کے لیے کھڑے ہوں گے۔

الغرض آقا ﷺ کی بشریت مقدسہ کے ہر ہر مرحلے کو جملہ منفی خصائص سے پاک کردیا گیا۔ حضور ﷺ کی بشریت کے سارے رخ سنوار دیے گئے، سارے پہلو حسین کردیے گئے، سارے گوشے جمیل کردیے گئے اور مصفّٰی و مزکّٰی کرکے آپ کو ہر ہر حوالے سے نورانی کردیا گیا۔ اسی لیے فرمایا کہ سبعاً من المثانی یہ سات فیض مکرر دیے، بار بار دیے تاکہ ہر جوہر اور ہر ہر لطیفہ کامل ہوجائے اور سیرت ایسی بنے کہ اس جیسی سیرت کائنات میں نہ ہو۔ اس طرح آقا ﷺ کی سیرت کو ساتوں لطائف اور ساتوں مراحل میں اللہ کی ساتوں صفات کے ساتھ مزیّن و آراستہ کردیا گیا۔

صفاتِ الٰہیہ کے فیوضات کا حصول کیونکر ممکن ہوا؟

مندرجہ بالا سطور میں اس امر کا جائزہ لیا گیا کہ فیض لینے والے نے سات فیض کیسے لیے، یہ جاننے کے لیے فیض دینے والے کی طرف دیکھیں گے کہ اس نے یہ سات فیوضات کیسے اور کب عطا فرمائے؟

سورہ النجم میں مذکور آقا ﷺ کے بیانِ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات بار فیض دینے کا ذکر موجود ہے۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

۱۔ ثُمَّ دَنٰی (پھر وہ قریب ہوا) میں پہلا فیض دینے کا بیان مذکور ہے۔ قربت کے خاص مقام پر رکھ کر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فیضِ دَنٰی عطا فرمایا۔ جب مکاں اور لامکاں کے سارے فاصلے طے کرلیے اور حضور ایزدی میں پہنچنے کا وقت آگیا تو رب کائنات نے جلوۂ حبیب کا جلوۂ حق کے قریب پہنچنے کا مرحلہ بیان فرمایا کہ جلوہ عبدیت، جلوہ الوہیت کے قریب آگیا اور پہلا فیض عطا ہوا۔

۲۔ پھر فرمایا: فَتَدَلّٰی (پھر وہ اور قریب ہوا) مقام تَدَلّٰی پر قرب

مزید بڑھا دیا اور قرب بڑھا کر اس مقام پر دوسرا فیض عطا کیا۔

۳۔ فرمایا: فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ دو کمانوں کے فاصلے پر حضور ﷺ کو لاکھڑا کیا اور اس مقام پر تیسرا فیض دیا۔

۴ تیسرا فیض عطا کرنے کے بعد فرمایا: محبوب! اب اور آگے آ، فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی.

یعنی دو کمانوں کے فاصلے پر روکا نہیں بلکہ اَوْ اَدْنٰی حضور ﷺ کو اپنے اتنا قریب لایا کہ اب قربت کی کوئی حد نہ رہی۔ اس بیان پر حدیں ختم کردیں، فاصلے، دوریاں اور فرق مٹادیے۔ جلوۂ حبیب اَوْ اَدْنٰی کے اِس کنارے پر تھا اور جلوۂ حق اَوْ اَدْنٰی کے اُس کنارے پر تھا۔ بس ایک فرق رہ گیا تھا اور وہ یہ کہ یہ بندہ رہا اور وہ خدا رہا۔

۵۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو پانچواں فیض اللہ تعالیٰ نے معراج کے موقع پر فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی کی صورت میں عطا فرمایا۔ یہ کیا فیض تھا؟ اس کو سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰؑ سے کلام کرنے کے واقعہ پر غور کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے موسیٰؑ سے مقامِ طور پر خطاب کو قرآن نے وَکَلَّمَ اللهُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا کے الفاظ کے ذریعے بیان فرمایا ہے۔ یہ کلام بتادیا گیا تھا کہ اللہ نے موسیٰ سے کیا کلام کیا۔ مگر جو کلام اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ ﷺ سے مقامِ اَوْ اَدْنٰی پر کیا اس پر قرآن نے پردہ ڈال دیا اور فرمادیا:

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی.

"(پس (اُس خاص مقامِ قُرب و وصال پر) اُس (اللہ) نے اپنے عبدِ (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی)"۔

یعنی تمہیں کیا خبر، اُس نے کیا کلام کیا۔ تم سمجھ ہی نہیں سکتے، یہ صرف کلام کرنے والا جانتا ہے یا کلام لینے والا جانتا ہے۔ یہ پانچواں فیض جو مقامِ اَوْ اَدْنٰی پر عطا کیا گیا تھا۔

۶۔ معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو چھٹا فیض فیضِ رویت عطا کیا۔ اس کو قرآن نے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی. "(اُن کے) دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا)" کے الفاظ کے ذریعے بیان فرمایا۔ یعنی جو کچھ آنکھوں نے دیکھا دل نے بھی اسے نہیں جھٹلایا۔ دل نے آنکھوں کے دیکھے کی تصدیق کردی۔ یہ وہ مقام تھا کہ آقا ﷺ کو ربِ کائنات نے اپنی صفات کا کامل پرتو بنادیا۔

صفاتِ الٰہیہ کے کامل پرتو کا حامل ہوجانے کے بعد آپ ﷺ کو جو مقام ملا وہ کشفِ ذات کا مقام تھا جبکہ موسیٰؑ کو کشفِ صفات کا مقام ملا۔ موسیٰؑ کے مانگنے کے باوجود انہیں مقامِ ذات عطا نہ ہوا۔ موسیٰؑ نے التجا کی تھی:

رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ. (الاعراف، ۷:۱۴۳)

باری تعالیٰ مجھے اپنا آپ دکھا یعنی میں آنکھوں سے تجھے دیکھ لوں۔ جواب ملا:

لَنْ تَرَانِی، موسیٰؑ تو آنکھوں سے مجھے نہیں دیکھ نہیں سکتا۔ پیغمبر کی دعا چونکہ رد نہیں ہوتی، اس لیے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ رب کائنات نے پہاڑ پر اپنا جلوہ اتارا۔ اس جلوہ کی تاب نہ لاتے ہوئے خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا موسیٰؑ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

توجہ طلب نقطہ یہ ہے کہ بے ہوشی کس چیز کی ہوتی ہے؟ کیا دل بھی حرکت چھوڑ دیتا ہے یا صرف آنکھ دیکھنا چھوڑ دیتی ہے؟ یاد رکھیں! بے ہوشی کا اثر دل پر نہیں ہوتا۔ جس طرح ڈاکٹر کسی کو آپریشن کرنے کے لیے بے ہوش کرتے ہیں تو اس کے حواسِ ظاہری کان، آنکھ، ہاتھ، جلد، زبان، ناک کے حواس معطل ہوجاتے ہیں۔ بے ہوشی کا مطلب حواس کا معطل ہوجانا ہے مگر دل کا عمل اس دوران بھی جاری رہتا ہے۔ اگر دل بھی معطل ہوجائے تو انسان کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ حالتِ بے ہوشی میں دل برقرار رہتا ہے مگر آنکھ کا عمل معطل ہوجاتا ہے۔ بے ہوشی کا مطلب یہ ہے کہ آنکھ کا ہوش نہ رہے مگر دل کا ہوش رہے۔

اس کو سمجھنے کے بعد آئیں اب دوبارہ موسیٰؑ کی رب کائنات کی بارگاہ میں گزارش پر غور کرتے ہیں۔ موسیٰؑ نے التجا کی تھی: مولا اپنا جلوہ کرا کہ آنکھوں سے تجھے دیکھ لوں۔ رب کائنات نے فرمایا: لَنْ تَرَانِیْ اے موسیٰ تیری آنکھ میرا جلوہ نہیں کرسکتی، مگر ایک سبیل ہے کہ جس سے میں تجھے اپنا جلوہ کراتا ہوں۔ میں اپنی تجلی پہاڑ پر ڈالتا ہوں۔ میرے اس بالواسطہ جلوے سے تو بے ہوش ہوجائے گا، جب تیری آنکھ دیکھنا چھوڑ دے گی، حواسِ ظاہری معطل ہوجائیں گے تو صرف دل کی آنکھ رہ جائے گی تو اس دل کی آنکھ سے مجھے

دیکھ لینا۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام کو بے ہوش کر کے قلب کی آنکھ سے جلوہ کرادیا۔

مولانا روم کہتے ہیں: محرم ایں ہوش جز بے ہوش نیست

اس ہوش کی خبر بے ہوشوں کو ہوتی ہے، جو بے ہوش نہیں ہوتے، انہیں کیا خبر کہ دل کا ہوش کیا ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو جلوہ کرانے کے لیے ان کے آنکھ کے ہوش کو معطل کردیا اور دل سے جلوہ کرایا مگر جب تاجدار کائنات ﷺ کو قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کی رفعتوں پر بلاکر پردہ اٹھایا تو فرمایا: محبوب! اس مقام پر آپ ﷺ کے دل کا ہوش بھی سلامت ہے، آپ کی آنکھ کا ہوش بھی سلامت ہے۔ لہٰذا اے پیارے محبوب ﷺ کے دل تو بھی دیکھ اور اے مصطفیٰ ﷺ کی آنکھ تو بھی دیکھ۔ پس آنکھوں نے بھی جلوہ کیا اور دل نے بھی جلوہ کیا۔

۷۔ مذکورہ بالا تمام فیض حاصل کرنے کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ جب معراج سے واپس پلٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو آخری فیض بھی عطا کردیا۔ اس فیض کو سمجھنے کے لیے اس مثال پر غور کریں:

جب ہم اپنے کسی عزیز سے مل کر پلٹتے ہیں تو کیا وہ بھی اسی لمحہ مڑ کر واپس چلا جاتا ہے اور ہم بھی مڑ کر بغیر دیکھے واپس چلے آتے ہیں یا یہ کہ وہ بھی اور ہم بھی واپس مڑ کر ایک دوسرے کو ایک مرتبہ پھر الوداع کرتے ہیں؟ ایسا نہیں ہوتا بلکہ جب تک ہم چلتے رہتے ہیں، وہ عزیز بھی کھڑا ہمیں دیکھتا رہتا ہے اور ہمیں بھی پتہ ہوتا ہے کہ وہ کھڑا ہمیں دیکھ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مل کر واپس آنے والے بھی مڑ کر ایک بار ضرور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔

بلاتشبیہ و بلامثال جب تاجدار کائنات ﷺ انوارِ معراج، فیوضاتِ معراج اور برکاتِ معراج اور توجہاتِ معراج کو اپنے دامن میں سمیٹ کر اور خدا کی ذات کا مظہر بن کر واپس آنے لگے اور سدرۃ المنتہیٰ کے قریب آئے تو جلوۂ حق ابھی بھی سامنے تھا اور بے نقاب ہی تھا۔ رب کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کو واپس آتے ہوئے پلٹ کر پھر دیکھا، اس کیفیت کو قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی. (النجم، ۵۳:۱۳) ’’اور بے شک انہوں نے تو اُس (جلوۂ حق) کو دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا (اور تم ایک بار دیکھنے پر ہی جھگڑ رہے ہو)‘‘ یعنی اس نے جاتے جاتے پلٹ کر دوبارہ دیکھا، جب دوبارہ دیکھا تو جاتے ہوئے آخری فیض بھی عطا کردیا۔ اس موقع پر صفات مصطفیٰ ﷺ، صفاتِ الٰہیہ کے رنگ میں رنگی گئیں۔۔۔ ذات مصطفیٰ ﷺ، ذاتِ خدا میں رنگی گئی، اخلاق مصطفیٰ ﷺ، اخلاقِ الٰہیہ کے رنگ میں رنگے گئے۔۔۔ اپنے رنگ ڈھنگ جاتے رہے اور اُس کے رنگ ڈھنگ چڑھ گئے۔ اس طرح وَلَقَدْ اٰتَيْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ کے مصداق اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مکرر فیض عطا کیا اور حضور ﷺ کی ذات، صفات اور اخلاق پر الوہی رنگ چڑھتا چلا گیا۔

فرمایا: محبوب! ہم نے آپ کو سورہ فاتحہ کی صورت میں اپنی صفات کا اجمال بھی عطا کردیا اور قرآن مجید کی شکل میں اپنی صفات کی تفصیل بھی عطا کردی۔ مصطفیٰ ﷺ کی ذات اللہ کی صفات کا رنگ چڑھنے سے ایسی بدلی اور آقا علیہ السلام کا آئینۂ ذات بدل کر ایسا ہوگیا کہ جب کوئی آئینۂ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ اور چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی طرف تکتا تو اُسے ذات تو مصطفیٰ ﷺ کی نظر آتی تھی مگر صفات خدا کی نظر آتی تھیں۔ اسی لیے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَق.

(صحیح ابن حبان، ۱۳: ۴۱۷، رقم: ۶۰۵۲)

’’جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھ لیا‘‘۔

اس مقام پر مصطفیٰ ﷺ، خدا نہ ہوئے اور جو ایسا سمجھے وہ کافر ہے مگر جلوۂ مصطفیٰ، جلوۂ خدا ہوگیا۔ آپ ﷺ کی صفات کو اپنی صفات کے ساتھ یوں بدلا کہ پھر آپ کے اخلاق کے متعلق خود ہی فرمادیا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ (اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزیّن اور اَخلاقِ الٰہیہ سے متصف ہیں)۔

❁❁❁❁❁

الفقہ
آپ کے فقہی مسائل

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی انکارِ قیامت ہے

قرآن کریم میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر 82 مقامات پر ایک ساتھ ہوا ہے

یہ نظامِ تقسیم اس لیے ہے کہ مال مالداروں کے درمیان گردش نہ کرتا رہے: القرآن

زکوٰۃ کی ادائیگی کسی کا صوابدیدی اختیار نہیں، یہ واجبات میں سے ہے

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

قرآن کریم میں نماز اور زکوٰۃ کو ۸۲ مقامات پر ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جس کی نظیر کسی اور حکم میں نہیں ملتی۔ زکوٰۃ دراصل وہ سسٹم ہے جس کے ذریعے معاشیات کو ایک مضبوط بنیاد پر استوار کیا گیا ہے۔ اسلام ایسا نظامِ معاش قائم کرتا ہے جس سے قومی سرمایہ اوپر ہی اوپر نہ گھومتا رہے۔ ارشاد فرمایا:

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ (الحشر، ۵۹: ۷)

’’(یہ نظامِ تقسیم اس لیے ہے) تاکہ (سارا مال صرف) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے)‘‘۔

کیونکہ قومی سرمائے کی حیثیت تمام لوگوں کے لئے ایسی ہی ہے جیسے جسم کے لئے خون۔ اگر خون بعض حصوں کو پہنچتا رہے اور بعض محروم رہ جائیں تو وہ مفلوج ہو جائیں گے۔ یونہی قومی دولت اگر اوپر ہی اوپر چند طبقات میں گردش کرتی رہی تو قوم کی اکثریت عضوِ معطل ہو کر رہ جائے گی۔ جس طرح جسم کا مفلوج حصہ اچھا نہیں ہوتا اور جسم پر بوجھ بن جاتا ہے، اسی طرح جب عوام پر قومی سرمایہ خرچ نہ ہوگا تو اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنے کی سکت نہ رکھنے والی اکثریت معاشرے کے لئے وبالِ جان بن جائے گی۔ لہٰذا معاشرے کی خیریت اسی میں ہے کہ قومی دولت کی تقسیم مساویانہ طور پر کی جائے تاکہ معاشرے کے ہر فرد کو اس کی ضروریات بہم پہنچتی رہیں اور یہ خوبصورت دنیا کسی کے لئے جنت اور کسی کے لئے جہنم نہ بن جائے۔

اسلامی احکام کی برتری

اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے جو نظامِ حیات دیا اس میں نماز جیسی اہم ترین عبادت کے بعد زکوٰۃ کی صورت میں معاشرے کے مفلوک الحال طبقہ کو ضروریاتِ زندگی کا سامان بہم پہنچانے کا مسئلہ حل عطا کر دیا کہ مال وصول کریں اور محروم طبقات کو ضروریات مہیا کریں۔ چنانچہ حکم ہوا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (التوبہ، ۹: ۱۰۳)

’’آپ ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجیے کہ آپ اس (صدقہ) کے باعث انہیں (گناہوں سے) پاک فرما دیں اور انہیں (ایمان و مال کی پاکیزگی سے) برکت بخش دیں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں‘‘۔

یہ تو رسول اللہ ﷺ کو حکم تھا۔ اب عام مسلمانوں کا فرض بھی ملاحظہ فرمائیے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ. (الحج، ۲۲: ۴۱)

’’(یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں‘‘۔

اسلام کے دورِ اول میں جب اسلام مکمل طور پر ملکی قانون

کے طور پر متمکن تھا۔ نماز اور زکوٰۃ کا سسٹم بھی باقی قوانین و احکام کی طرح حکومت ہی قائم کرنے کی ضامن تھی۔ جب سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن کا گورنر مقرر کیا تو اس موقع پر دیگر احکامات کے ساتھ ساتھ یہ ارشاد بھی فرمایا:

فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ.

’’ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کردی ہے۔ جو ان کے امیروں سے لے کر ان کے غریبوں میں صرف کی جائے گی‘‘۔

(بخاري، الصحيح، ۲: ۵۰۵، رقم: ۱۳۳۱)

زکوٰۃ کا اصل مقام

زکوٰۃ کوئی ایسی خیرات نہیں جسے جب، جس قدر دے دیا، یا نہ دیا بلکہ یہ حقِ واجب ہے جسے حکومت بلا کم و کاست وصول کرے گی اور مستحقین کی ضروریات قانونی طور پر پوری کرنے کی پابند ہوگی۔ یہاں غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کو در در کی ٹھوکریں کھانا نہیں پڑیں گی۔ یہاں گھنٹوں لائن میں لگ کر چند ٹکوں کی خاطر ذلیل نہیں ہونا پڑے گا۔ یہاں ہر ضرورت مند کی ضروریات باعزت طور پر پورا کرنے کی ضمانت دی جائے گی۔ جیسے تنخواہ ایسا حق ہے جسے لینے میں عزتِ نفس مجروح نہیں ہوتی اسی طرح ضرورت مندوں کو اپنا وظیفہ لینے میں احساس کمتری نہیں ہوگا۔ یہاں لینے والا اپنا حق لے رہا ہے، دینے والا اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔ لینے والا سوائے پروردگار کے کسی کا احسان نہیں اٹھائے گا اور دینے والا سوائے رضائے مولیٰ کے کسی صلہ و ستائش کا طالب نہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا.

’’(اور کہتے ہیں کہ) ہم تو محض اللہ کی رضا کے لیے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکرگزاری کے (خواہشمند) ہیں‘‘۔ (الدھر، ۷۶: ۹)

زکوٰۃ ادا کرنے کی جزا

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی نشو و نما کے لئے زمین اور آسمان سے اس کی ضروریات زندگی، خوراک، پوشاک، رہائش اور سماجی و تمدنی کفالت کا ایسا معقول اور وافر انتظام کیا ہے کہ اپنی مخلوق کو کسی بات میں کسی کا محتاج نہ رکھا لیکن ابتدائے خلق سے نسلِ انسانی کے دشمن شیطانی عناصر نے خدا کے پیدا کئے ہوئے وسائل رزق پر غاصبانہ تسلط کر رکھا ہے۔ ایک محدود و حقیر طبقہ روزی کے سرچشموں پر قابض ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ عام لوگوں کو بھی زندگی کی آسائشیں میسر ہوں، اللہ کے رزق سے وہ بھی متمتع ہوں، وہ بھی عزت و وقار سے زندہ رہیں۔ یہی وہ مشکل گھاٹی ہے جس کا قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر کیا:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ○ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ○ (البلد، ۹۰: ۱۱۔ ۱۶)

’’وہ تو (دینِ حق اور عملِ خیر کی) دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور آپ کیا سمجھے ہیں کہ وہ (دینِ حق کے مجاہدہ کی) گھاٹی کیا ہے۔ وہ (غلامی و محکومی کی زندگی سے) کسی گردن کا آزاد کرانا ہے۔ یا بھوک والے دن (یعنی قحط و اَفلاس کے دور میں غریبوں اور محروم المعیشت لوگوں کو) کھانا کھلانا ہے (یعنی ان کے معاشی تعطّل اور ابتلاء کو ختم کرنے کی جدوجہد کرنا ہے)۔ قرابت دار یتیم کو۔ یا شدید غربت کے مارے ہوئے محتاج کو جو محض خاک نشین (اور بے گھر) ہے‘‘۔

دیکھا غربت، بھوک، ننگ، پسماندگی، بیماری و لاچاری میں گرفتار انسانوں کی طرف توجہ کرنا اور ان کے مسائل و مصائب کو حل کرنا مشکل لیکن ضروری فریضہ ہے گویا دشوار گزار گھاٹی کو عبور کرنا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینا، انکارِ قیامت

یتیموں اور محتاجوں کی حاجت روائی نہ کرنا اور معاشرے سے ان کے معاشی استحصال کے خاتمے کی کوشش نہ کرنا قیامت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ○ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ. (الماعون، ۱۰۷: ۱۔ ۳)

’’کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے؟ تو

یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیموں کی حاجات کو رد کرتا اور انہیں حق سے محروم رکھتا ہے)۔ اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی اِستحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا)''۔

دوسرے مقام پر فرمایا: جب جنتی جہنمیوں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ تو وہ کہیں گے:

لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَo وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِيْنَo (المدثر، ۷۴: ۴۳۔ ۴۴)

''(اور کہیں گے:) تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی۔ وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں نہ تھے۔ اور ہم محتاجوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے''۔

☆ جو لوگ مال کے پجاری بن جاتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے اپنی تجوریاں بھرتے رہتے ہیں اُن کے لیے قرآن مجید (التوبہ: ۳۴۔۳۵) میں دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

☆ جو لوگ غریبوں کو ان کا حق فراہم نہیں کرتے وہ خود تو عذاب الٰہی کو بلاتے ہی ہیں لیکن بسا اوقات ان کے کفر کا سبب بھی بن جاتے ہیں جیسا کہ حضرت انس ﷺ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا. ''قریب ہے کہ غریبی کفر ہو جائے''۔

(محمد بن سلامة، المسند، ۱: ۳۴۲، رقم: ۵۸۶)

☆ بعض لوگ غریبوں کو اپنے مال میں سے کچھ حصہ دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان پر احسان کیا ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ ان کا حق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ان کا حق ہے وہ دراصل ہمارا مال ہی نہیں ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِo

''اور اُن کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجتمندوں) کا حق مقرر تھا''۔ (الذاریات، ۵۱: ۱۹)

یہ فرما کر بتا دیا کہ ضرورت مند کے لینے میں عار نہیں اور مالدار کے دینے میں احسان نہیں، وہ اپنا حق لے رہا ہے اور یہ اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔

نظامِ زکوٰۃ کیسا ہونا چاہئے؟

اسلام ہمیں ایسا نظامِ زکوٰۃ دیتا ہے کہ جس میں دایاں ہاتھ دیتا ہے تو بائیں کو پتہ نہیں چلتا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ زکوٰۃ کے نظام کو منظّم کیا جائے۔ اربوں روپیہ جو زکوٰۃ کی مد میں حکومت وصول کرتی ہے، اسے صرف اس محکمہ کے افسران اور زکوٰۃ چیئرمینوں کے اللوں تللوں پر خرچ نہ کیا جائے، بلکہ تقسیمِ زکوٰۃ کا اسلامی نظام اپنایا جائے۔ حکومت ہر فرد کی بنیادی ضروریات، روٹی، لباس، رہائش، علاج اور تعلیم کی ضرورت پوری کرنے کی ذمہ داری اٹھائے اور زکوٰۃ میں ہونے والی لوٹ کھسوٹ کو ختم کرے۔ اس فنڈ سے رفاہی ادارے قائم کرے۔ ان میں سرفہرست بیت المال کو منظّم کرنا ہے۔ بھیک مانگنے کو حکماً بند کر دیا جائے۔ اوقاف سے حاصل ہونے والی کروڑوں روپے کی آمدنی اور زکوٰۃ کے نام پر جمع ہونے والی اربوں روپے کی دولت سے غربت کے خاتمے کی مفید و مستقل راہیں تلاش کرے۔

کمی وسائل کی نہیں بلکہ حسن تدبیر، خلوص اور ایمان و احساس کی ہے۔ آمدنی کے ان ذرائع کو مزید ترقی دی جا سکتی ہے۔ جس بھوک و افلاس کو اس ملک کا مقدر بنا لیا گیا ہے، جس پسماندگی کو ہماری لازمی صفت بنا لیا گیا ہے، وہ بھوک و افلاس اور پسماندگی ہرگز ہمارا مقدر نہیں بلکہ ظالمانہ، سرمایہ داری و جاگیرداری کے شیطانی سامراجی نظام نے اپنی نحوست کا سیاہ داغ ہماری پیشانی پر چسپاں کر رکھا ہے۔ ہم اس ملک میں اسلامی نظامِ عشر و زکوٰۃ صحیح ومکمل طور پر نافذ کر کے سود، جوا، شراب اور بے حیائی و فحاشی اور منشیات کے خاتمہ سے حقیقی اسلامی انقلاب لا سکتے ہیں۔ ایک ایسا معاشرہ قائم کر سکتے ہیں کہ جس میں کوئی کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرے۔ ہر شخص کو عزت و وقار کی پرسکون زندگی میسر آئے۔ محبت و اخوت کی فراوانی ہو، نفرت و کدورت، بغض و حسد کا خاتمہ ہو اور ہر شخص اپنے مفاد کی بجائے دوسروں کا بھلا چاہے۔

❁❁❁❁❁

شبِ برأت اور اسلاف کے معمولات و آراء

5 راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی.................(1) جمعہ کی رات (2) رجب کی پہلی رات (3) شعبان کی پندرھویں رات (4) عید الفطر (5) عید الاضحیٰ کی رات

جس نے عیدین اور پندرہ شعبان کی رات کو زندہ رکھا اس کا دل کبھی مردہ نہیں ہوگا

حافظ ظہیر احمد الاسنادی ☆

شعبان المعظم کی پندرھویں رات شبِ برأت کے نام سے موسوم ہے۔ یہ انتہائی فضیلت و بزرگی والی رات ہے۔ اس رات کے متعلق درج ذیل دس جلیل القدر صحابۂ کرام سے روایات مروی ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت علی المرتضیٰؓ
(۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ (۴) حضرت معاذ بن جبلؓ
(۵) حضرت ابوہریرہؓ (۶) حضرت عوف بن مالکؓ
(۷) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ (۸) حضرت ابوثعلبہ الخشنیؓ
(۹) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ
(۱۰) حضرت عثمان بن ابی العاصؓ

شبِ برأت کے حوالے سے صحابہ کرام ﷡ کے اقوال اور ان کے معمولات کا جائزہ درج ذیل سطور میں بیان کیا جارہا ہے:

۱۔ حضرت علی ؑ کا فرمان:

يُعْجِبُنِي أَنْ يُفَرِّغَ الرَّجُلُ نَفْسَهُ فِي أَرْبَعِ لَيَالٍ: لَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ الْأَضْحٰى، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ. (ابن جوزی، التبصرة، ۲/ ۲۱)

''مجھے یہ بات پسند ہے کہ ان چار راتوں میں آدمی خود کو (تمام دنیاوی مصروفیات سے عبادت الٰہی کے لیے) فارغ رکھے۔ (وہ چار راتیں یہ ہیں:) عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، شعبان کی پندرہویں رات اور رجب کی پہلی رات۔''

۲۔ حضرت امام حسن ؑ کا عمل مبارک

حضرت طاؤس یمانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام حسن بن علی ؑ سے پندرہ شعبان کی رات اور اس میں عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں:

۱۔ ایک حصے میں اپنے نانا جان (ﷺ) پر درود شریف پڑھتا ہوں۔

۲۔ دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

۳۔ تیسرے حصے میں نماز پڑھتا ہوں۔

میں نے عرض کیا: جو شخص یہ عمل کرے اس کے لیے کیا ثواب ہوگا۔ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت علی ؑ سے سنا اور انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اسے مقربین لوگوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

(سخاوی، القول البدیع، باب الصلاۃ علیہ ﷺ فی شعبان: ۲۰۷)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ کا فرمان:

خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الْعِيدِ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ. (بیهقی، شعب الایمان، ۳: ۳۴۲، رقم: ۳۷۱۳)

''پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں ہوتی: جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔''

☆ ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ کا فرمان:

’’ایک آدمی لوگوں کے درمیان چل رہا ہوتا ہے، حالانکہ وہ مُردوں میں اٹھایا ہوا ہوتا ہے، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

اِنَّـآ اَنْـزَلْنٰـهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَo فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍo (الدخان، ۴۴: ۳، ۴)

’بے شک ہم نے اسے ایک با برکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔‘‘

پھر حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اس رات میں ایک سال سے دوسرے سال تک دنیا کے معاملات کی تقسیم کی جاتی ہے۔‘‘ (طبری، جامع البیان، ۲۵: ۱۰۹)

۵۔ حضرت اَنس ؓ کا فرمان:

أَرْبَعٌ لَیَـالِیْهِـنَّ كَـأَیَّـامِهِنَّ وَأَیَّامُهُنَّ كَلَیَالِیْهِنَّ، یُبِرُّ اللهُ فِیْهِـنَّ الْـقَسَـمَ، وَیُعْتِقُ فِیْهِنَّ النَّسَمَ، وَیُعْطِي فِیْهِنَّ الْجَزِیْلَ، لَیْلَةُ الْقَدْرِ وَصَبَاحُهَا، وَلَیْلَةُ عَرَفَةَ وَصَبَاحُهَا، وَلَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَصَبَاحُهَا، وَلَیْلَةُ الْجُمُعَةِ وَصَبَاحُهَا.

(ہندی، کنزل العمال، ۱۲: ۱۴۴، رقم: ۳۵۲۱۴)

’’چار دن ایسے ہیں کہ ان کی راتیں (فضیلت میں) ان کے دنوں کی طرح ہیں اور ان کے دن (فضیلت میں) ان کی راتوں کی طرح ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ (اپنے بندوں کی) قسم کو پورا کر دیتا ہے اور ان میں لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرما دیتا ہے اور ان میں بہت زیادہ اجر وثواب عطا فرماتا ہے (وہ راتیں اور دن یہ ہیں): شبِ قدر اور اس کا دن، شب عرفہ اور اس کا دن، شبِ برأت اور اس کا دن اور جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہے۔‘‘

تابعین اور ائمہ کرام کے معمولات و آراء

صحابہ کرام کے علاوہ تابعین، تبع تابعین ائمہ کرام اور امت مسلمہ کے اکابرین کا ہمیشہ سے اس رات میں شب بیداری کا معمول رہا ہے۔ ذیل میں چند ائمہ کرام کے معمولات و آراء ذکر کئے جا رہے ہیں:

۱۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ؓ کا فرمان

امام ابن رجب حنبلی، امام عسقلانی اور ابن الجوزی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن عبد العزیز ؓ بصرہ میں اپنے عمال (گورنروں) کو لکھتے تھے:

عَـلَیْكَ بِـأَرْبَـعِ لَیَـالٍ مِنَ السَّنَةِ فَإِنَّ اللهَ یُفْرِغُ فِیْهِنَّ الـرَّحْـمَةَ إِفْـرَاغًـا: أَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَیْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَیْلَةُ الْأَضْحٰی.

’’تم پر لازم ہے کہ سال میں (شب قدر کے علاوہ) چار راتوں کو اہتمام کے ساتھ منایا کرو۔ یقیناً ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وافر مقدار میں عطا ہوتی ہے۔ رجب کی پہلی رات نصف شعبان کی رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔‘‘ (ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف: ۱۳۷)

۲۔ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (م ۲۰۴ھ)

وَبَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ یُقَالُ إِنَّ الدُّعَاءَ یُسْتَجَابُ فِي خَمْسِ لَیَـالٍ: فِـي لَیْـلَةِ الْـجُـمُعَةِ، وَلَیْلَةِ الْأَضْحٰی، وَلَیْلَةِ الْفِطْرِ، وَأَوَّلِ لَیْـلَـةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ. (بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۳۴۱، رقم: ۳۷۱۱)

’’ہمیں یہ خبر ملی کہ کہا جاتا تھا: بے شک دعا پانچ راتوں میں قبول ہوتی ہے: جمعہ کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات اور ماہِ شعبان کی پندرہویں رات۔‘‘

۳۔ ابن کُردُوس بیان کرتے ہیں:

مَنْ أَحْیَی لَیْلَةَ الْعِیْدَیْنِ وَلَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ لَمْ یَمُتْ قَلْبُهُ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ.

’’جس نے دونوں عیدوں (عید الاضحیٰ اور عید الفطر) کی رات اور پندرہ شعبان کی رات کو (عبادت کر کے) زندہ رکھا اس کا دل اُس دم بھی مردہ نہیں ہوگا جس دن (سب کے) دل مردہ ہو جائیں گے۔‘‘ (ہندی، کنزالعمال، ۸: ۲۵۱، رقم: ۲۴۱۰۷)

۴۔ الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانیؒ (م ۵۶۱ھ)

سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی نے ’غنیۃ الطالبین‘ میں شب برأت کی فضیلت پر پورا باب قائم کیا ہے اور کثرت کے ساتھ

اَحادیث مبارکہ اور ان کے لطائف و معارف بیان فرمائے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

’’جس طرح مسلمانوں کے لیے زمین پر دو عیدیں ہیں۔ اسی طرح فرشتوں کی آسمان میں دو عیدیں ہیں۔ فرشتوں کی وہ دو عیدیں شب برأت اور شبِ قدر ہیں اور مومنین کی عیدیں عید الفطر اور عید الاَضحیٰ ہیں۔ فرشتوں کی عیدیں رات کو اس لیے ہیں کہ وہ سوتے نہیں اور مومنوں (انسانوں) کی عیدیں دن کو اس لیے ہیں کہ وہ رات کو سوتے ہیں۔‘‘

۵۔ علامہ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ)

علامہ ابن تیمیہ - جن کی تعلیمات پر پورے سعودی عرب کے علماء اور ان کے فتاویٰ کا دار و مدار ہے۔ - نے ’مجموع الفتاویٰ‘ اور ’اقتضاء الصراط المستقیم‘ میں اس رات کی فضیلت و اہمیت کے حوالے سے نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ ’اقتضاء الصراط المستقیم‘ میں لکھتے ہیں:

’’اس باب میں شعبان کی پندرھویں رات بھی ہے، اس کی فضیلت میں مرفوع احادیث اور کئی آثار روایت کیے گئے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بڑی فضیلت والی رات ہے، بعض علماء سلف اس فضیلت کو اس رات کی نماز کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ ماہِ شعبان کے روزے کے بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔۔۔‘‘

آگے جا کر مزید لکھتے ہیں:

’’ہمارے مسلک اور دوسرے مسلک کے کثیر یا اکثر اہلِ علم کا اس کی فضیلت پر اتفاق ہے۔ اس بارے میں بہت ساری احادیث وارد ہونے کی وجہ سے امام احمد بن حنبل کی حدیث (اس رات کی فضیلت پر) دلالت کرتی ہے اور ائمہ اسلاف کے آثار سے اس کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعض فضائل کتب سنن و مسانید میں روایت کیے گئے ہیں‘‘۔

(ابن تيمية، اقتضاء الصراط المستقيم، ١: ٣٠٢)

۶۔ امام العبدری الفاسی الشہیر بابن الحاج مالکیؒ (م ۷۳۷ھ)

علامہ ابن الحاج مالکیؒ شب برأت کے متعلق اَسلاف کا نظریہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

فَهٰذِهِ اللَّيْلَةُ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَلَهَا فَضْلٌ عَظِيْمٌ وَخَيْرٌ جَسِيْمٌ وَكَانَ السَّلَفُ ﷺ يُعَظِّمُوْنَهَا وَيُشَمِّرُوْنَ لَهَا قَبْلَ إِتْيَانِهَا فَمَا تَأْتِيْهِمْ إِلَّا وَهُمْ مُتَأَهِّبُوْنَ لِلِقَائِهَا وَالْقِيَامِ بِحُرْمَتِهَا عَلٰى مَا قَدْ عُلِمَ مِنِ احْتِرَامِهِمْ لِلشَّعَائِرِ عَلٰى مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ هٰذَا هُوَ التَّعْظِيْمُ الشَّرْعِيِّ لِهٰذِهِ اللَّيْلَةِ. (ابن الحاج المالكي، المدخل، ١: ٢٩٩)

’’اور یہ (شعبان کی پندرھویں رات) اگرچہ شب قدر کی رات نہیں ہے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی با برکت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی عظمت والی ہے۔ اور (ہمارے) اسلاف ﷺ اس رات کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے (استقبال کے) لیے تیاری کیا کرتے تھے، جب یہ رات آتی تھی تو وہ اس کی ملاقات اور اس کی حرمت و عظمت بجا لانے کے لیے مستعد ہو جاتے تھے، کیونکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ وہ شعائر اللہ کا بہت احترام کرتے تھے جیسا کہ اس کا ذکر گزر چکا۔ اور وہ اس رات کے لیے تعظیم شرعی تھی۔‘‘

یاد رہے کہ علامہ ابن الحاج المالکیؒ کا یہ بیان کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا، آپ یہ بیان اس کتاب میں دے رہے ہیں جو آپ نے خاص طور پر بدعات کی تردید میں لکھی ہے۔ اس کتاب میں آپ شب برأت کو شعائر اللہ قرار دیتے ہوئے اس کے متعلق اَسلاف کا نظریہ اور طریقہ ذکر کر رہے ہیں کہ ہمارے اسلاف اس رات کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے استقبال کے لیے تیاری کیا کرتے تھے۔

۷۔ امام ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ)

امام ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) - جو کہ علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں - نے اپنی معروف کتاب ’لطائف المعارف‘ میں ’’اَلْمَجْلِسُ الثَّانِي فِي نِصْفِ شَعْبَانَ‘‘ کے عنوان سے باب قائم کیا اور اس میں شبِ برأت کی فضیلت پر نہایت تفصیل سے گفتگو کی ہے اور احوالِ سلف کا تذکرہ کیا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں:

’’ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو مسجد میں شب بیداری کے لیے اجتماع کرنا مستحب عمل ہے۔ چنانچہ حضرت خالد بن معدان، اور لقمان بن عامر وغیرہ تابعین اس رات اعلیٰ لباس

زیب تن فرماتے، خوشبو اور سرمہ لگاتے اور اس رات مسجد میں قیام اللیل فرماتے۔ اس پر امام اسحاق بن راہویہ نے ان کی موافقت کی ہے اور کہا ہے کہ اس رات کو مساجد میں قیام کرنا بدعت نہیں ہے۔'' (ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف: ۱۳۷)

۸۔ امام احمد رضا خان بریلویؒ (۱۳۴۰ھ)

امام احمد رضا خان بریلوی 'فتاویٰ رضویہ' میں فرماتے ہیں:

''پندرہ راتوں میں شب بیداری مستحب ہے۔ (آگے چل کر فرمایا:) ان میں ایک شعبان المعظم کی پندرھویں رات ہے۔ اس میں شب بیداری کرنا مستحب ہے۔ اس میں مشائخ کرام سو رکعت ہزار مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ کے ساتھ ادا کرتے، ہر رکعت میں دس دفعہ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے۔ اس نماز کا نام انہوں نے صلوٰۃ الخیر رکھا تھا، اس کی برکت مسلّمہ تھی، اس رات (یعنی پندرہ شعبان) میں اجتماع کرتے اور احیاناً اس نماز کو با جماعت ادا کرتے تھے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ۷: ۴۱۸)

۹۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

شیخ الاسلام شب برأت کی حجیت پر دلائل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دس کے قریب صحابہ کرام ﷺ سے مختلف سندوں کے ساتھ درجنوں کتب احادیث میں مختلف مضامین سے شب برأت اور اس کی اہمیت وفضیلت پر یہ احادیث وارد ہوئی ہیں۔ لیکن پھر بھی اس حوالے سے یہ کہنا کہ فلاں حدیث میں ضعف ہے یہ فقط ہٹ دھرمی یا کم علمی ہے۔

جمیع محدثین کے ہاں اُصول حدیث کا متفق علیہ قاعدہ ہے کہ فضائل اَعمال میں حدیثِ ضعیف بھی مقبول ہوتی ہے جبکہ شبِ برأت کے حوالے سے تو کثیر صحابہ کرام ﷺ سے روایات مروی ہیں۔ لہٰذا یہ تصور ذہن میں نہیں آنا چاہیے کہ کسی ایک روایت اور سند پر کسی ایک نے لکھ دیا کہ اس میں ضعف ہے تو معاذ اللہ اسے اٹھا کر پھینک دیا جائے۔ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ضعف کسے کہتے ہیں؟ ضعیف حدیث، موضوع روایت کو نہیں کہتے۔ یہ بھی واضح رہے کہ ضعف کبھی حدیث کے متن و مضمون (الفاظ) میں نہیں ہوتا، بلکہ ضعف اس کی اسناد میں کسی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر ایک سبب سے ایک سند میں ضعف ہے اور دوسری سند اس سے قوی آ جائے تو اس پہلی سند کا ضعف بھی ختم ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ صرف اپنی کم علمی کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں کو پراگندہ کرتے رہتے ہیں۔''

(حجیت شب برات، خطاب شیخ الاسلام، (۱۲/۰۹/۲۰۰۵))

خلاصۂ کلام

قارئینِ کرام! شبِ برأت پر کثیر تعداد میں مروی احادیث، تعاملِ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ سلف، فقہاء صرف اس لیے نہیں ہیں کہ کوئی بھی بندہ فقط ان کا مطالعہ کر کے یا بنا مطالعہ کے ہی انہیں قصے، کہانیاں سمجھتے ہوئے ان سے صرفِ نظر کرے بلکہ ان کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے مولا خالقِ کائنات کے ساتھ اپنے ٹوٹے ہوئے تعلق کو پھر سے اُستوار کرے جو کہ اس رات اور اس جیسی دیگر روحانی راتوں میں عبادت سے باسہولت میسر آ سکتا ہے۔

اِن بابرکت راتوں میں رحمتِ الٰہی اپنے پورے جوبن پر ہوتی ہے اور اپنے گناہ گار بندوں کی بخشش ومغفرت کے لیے بے قرار ہوتی ہے، لہٰذا اس رات میں قیام کرنا، کثرت سے تلاوتِ قرآن، ذکر، عبادت اور دعا کرنا مستحب ہے اور یہ اَعمال احادیثِ مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہیں۔ اس لیے جو شخص بھی اس شب کو یا اس میں عبادت کو بدعتِ ضلالۃ کہتا ہے وہ درحقیقت احادیثِ صحیحہ اور اعمالِ سلف صالحین کا منکر اور فقط ہوائے نفس کی اتباع اور اطاعت میں مشغول ہے۔

یہ اَمر بھی قابلِ غور ہے کہ جو عمل خود حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ سے ثابت ہو، تابعین، اتباع تابعین اور اسلاف امت اس پر شروع سے ہی عمل پیرا رہے ہوں، فقہائے کرام جسے مستحب قرار دیتے ہوں، کیا وہ عمل بدعت ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا عمل بھی بدعت ہے تو پھر سنت ومستحب عمل کیا ہوگا؟

❁❁❁❁❁

چند تلخ اور چشم کُشا حقائق

ڈاکٹر حسین محی الدین القادری

پاکستان کا نظامِ تعلیم متشدد رجحانات اور مدارسِ دینیہ

قیام پاکستان کے وقت شرح خواندگی 11 فیصد تھی، 70 سال بعد 58 فیصد ہے، ہر سال 1 فیصد بھی اضافہ ہوتا تو آج شرح خواندگی 81 فیصد ہوتی

قسط نمبر 2

”پاکستان کا نظام تعلیم، متشدد رجحانات اور مدارس دینیہ“ کے عنوان سے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی حال ہی میں ایک منفرد تحقیقی کتاب شائع ہوئی ہے۔ کتاب میں پاکستان میں نظام تعلیم کو درپیش مسائل کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان مسائل کے حل کیلئے قابل عمل تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ کتاب میں مدارسِ دینیہ و دیگر تعلیمی اداروں سے متعلق تحقیقی جائزہ، اعداد و شمار اور تاریخی پس منظر کو صراحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں مذہبی مدارس کے تاریخی پس منظر، قرونِ اولیٰ و وسطیٰ اور برصغیر پاک و ہند کے مختلف ادوار کا احاطہ کیا گیا ہے۔ نظام تعلیم سے متعلق طلبہ و طالبات، اساتذہ اور والدین سے سوال و جواب کے نتیجے میں حاصل ہونے والی معلومات کو کتاب میں بطور خاص شامل کیا گیا ہے، جس سے کتاب کی افادیت اور انفرادیت بڑھی ہے۔ کتاب میں مفید نظام تعلیم کی تشکیل و ترویج کے ساتھ ساتھ پرامن سوسائٹی کی تشکیل میں معاشی استحکام، مؤثر عدالتی نظام کے قیام، بیداریِ شعور کے ضمن میں میڈیا کے کردار، انتہا پسندانہ تحریر و تقریر کے انسداد اور تحمل و برداشت اور اختلاف رائے کے احترام کی ناگزیر ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔

ماہنامہ منہاج القرآن میں اس کتاب کے موضوع کی انفرادیت اور افادیت کے پیش نظر قسط وار شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ اس ضمن میں پہلی قسط گزشتہ ماہ مارچ 2018ء کے شمارہ میں شائع کی گئی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے ضمن میں آپ اپنی قیمتی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے۔ (چیف ایڈیٹر ماہنامہ منہاج القرآن)

پاکستان کا فرسودہ نظامِ تعلیم

پاکستان میں تعلیم کے کردار کو بطور سماجی مساوات اور سیاسی و اقتصادی مواقع فراہم کرنے کے سلسلے میں کڑی تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پاکستان کا نظامِ تعلیم تین دھاروں کی نشان دہی کرتا ہے:

1. عوامی تعلیمی ادارے (public sector educational institutions)
2. انگلش میڈیم ادارے (elite and private-run English medium institutions)
3. دینی مدارس (religious seminaries)

اس حوالے سے کہا جاتا ہے کہ ہمیشہ دو پاکستان رہے ہیں:

ایک پاکستان انگلش بولنے والے اشرافیہ کے لیے مختص ہے، جنہوں نے مہنگے پرائیویٹ اسکولوں اور کالجوں سے تعلیم حاصل کی اور ملک کی بھاگ ڈور سنبھالتے اور اس کے اداروں کو چلاتے ہیں۔ دوسرا پاکستان میلے کچیلے اور ناخواندہ عوام کی آبادی پر مشتمل ہے، جو اِن اشرافیہ کے لیے صبح سے شام تک مزدوروں کی طرح سخت محنت کرتے ہیں۔ یہ تعلیمی نسلی عصبیت کا نظام ہماری قومیت کے خدوخال کو مسلسل کھوکھلا کر رہا ہے (1)

(1) Sethi, Najam, (1993). *Educational apartheid must end,* The Friday Times.

قیامِ پاکستان سے ہی وطنِ عزیز بدقسمتی سے ایسی طبقاتی تقسیم کا شکار ہے جسے تاحال ختم نہیں کیا جا سکا۔ بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تقسیم مزید گہری ہوتی جا رہی ہے۔ اس کے نمایاں اثرات پاکستان کے موجودہ تعلیمی نظام پر بھی مرتب ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں طبقاتی تقسیم کو مزید فروغ مل رہا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان کے مروجہ نظامِ تعلیم کے تحت اردو میڈیم اسکولوں میں طلباء عموماً متوسط اور کم ذرائع آمدن والے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان اسکولوں میں اساتذہ بھی اس طبقے سے اور اسی ذرائع آمدن کے گروہ سے منسلک ہوتے ہیں۔ وہ تعلیم کو اپنی مرضی کے مطابق بطور ایک مشن کے منتخب کرتے ہیں نہ تدریس سے انہیں کوئی محبت ہوتی ہے بلکہ جب وہ کہیں کسی بہتر اور اچھی جگہ پر adjust نہیں ہو پاتے تو تھک ہار کر اس کو اختیار کرنے میں مجبور ہوتے ہیں۔ وہ ایک پست ہمت افراد کا گروہ ہوتا ہے جو اپنے طلباء کو علم کی طرف راغب کرنے میں کوئی دل چسپی نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں ان اسکولوں میں بنیادی سہولیات کی بھی کمی ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر ایسا مایوس کن اور سست ماحول ہوتا ہے جو معیاری تعلیم کی فراہمی کے لیے قطعاً موزوں نہیں ہوتا۔

ان تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل نوجوان دورانِ تعلیم حاصل ہونے والی قابلیت کے بل بوتے پر ملازمت حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں کیونکہ انہیں مطلوبہ مہارت اور اہلیت نہیں سکھائی جاتی اور نہ ہی وہ سہولیات دی جاتی ہیں جن کی بنیاد پر وہ جدید حالات کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکیں۔ یوں میڈیکل یا انجینئرنگ کالجز میں یا سول سروسز میں منتخب ہونے والے کامیاب امیدواروں میں انگلش میڈیم اسکولوں سے تعلیم حاصل کرنے والوں کے مقابلے میں اردو میڈیم اسکولوں کا مجموعی داخلہ کم ہوتا ہے(1)

اگر ان اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء میں سے کوئی اعلیٰ سطح پر پہنچنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو اپنے تعلیمی پسِ منظر کی وجہ سے وہ احساس کمتری کا ہی شکار رہتا ہے۔ جب کہ elite اسکولوں اور کالجوں سے فارغ التحصیل ہونے والوں کے لیے دنیا بڑی روشن ہوتی ہے اور انہیں روزگار کے بہترین مواقع میسر ہوتے ہیں۔

طبقاتی تقسیم پر مشتمل پاکستان کا مروجہ نظامِ تعلیم ملک کو متحدہ قوت بنانے میں ناکام رہا ہے، کیوں کہ یہ نظامِ تعلیم گروہی، لسانی، نسلی اور صوبائی امتیازات کا شکار ہے۔ مزید برآں اس نے امیر اور غریب کے درمیان ایک خلیج پیدا کر دی ہوئی ہے۔ جس کے نتیجے میں ایسے افراد جن کے پاس معیاری تعلیم حاصل کرنے کے بہترین وسائل اور ذرائع ہیں وہ پرائیویٹ انگلش میڈیم اسکولوں کا انتخاب کرتے ہیں جب کہ معاشرتی ناانصافی کی وجہ سے پاکستان کی اکثریت غریب عوام کی ہے جن کا تعلق کم متوسط اور محروم طبقات سے ہے۔ وہ سرکاری اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں داخلہ لیتے ہیں۔ پاکستان کی آبادی کا ایک کثیر حصہ ایسے افراد پر مشتمل ہے جو عام اسکولوں کی فیس ادا کرنے سے بھی قاصر ہے۔ ان کے پاس انتہائی مجبوری کی حالت میں مذہبی مدارس کا انتخاب کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہتا(2)

پاکستان کا نظامِ تعلیم - چند تلخ حقائق

جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اُس وقت شرح خواندگی 11 فیصد تھی اور آج 70 سال بعد شرح خواندگی 58 فیصد ہے۔ اگر تمام حکومتیں اس پر محنت کرتیں، ہر سال ایک فیصد بھی شرح خواندگی بڑھاتے چلے جاتے تو آج اس کو 81 فی صد ہونا چاہیے تھا۔ حالیہ بجٹ میں چاروں صوبوں کے لیے رکھی گئی رقوم 720 ارب روپے ہے۔ اگر ان 720 ارب کو صوبوں پر تقسیم کیا جائے تو پنجاب میں 345 ارب، سندھ میں 202 ارب، بلوچستان میں 50 ارب اور KPK میں 138

(1) Nasir, J., (2013). Haves and have-nots of education, *The News*.

(2) Aziz-Tahir, and A,C.RS.L.r., (1999). *Restructuring the Education System in Pakistan*. Pakistan: National Reconstruction Bureaue.

ارب رکھے گئے ہیں۔ یہ بجٹ جی ڈی پی کا صرف اڑھائی فیصد بنتا ہے۔

پورے ملک میں 2 لاکھ 60 ہزار 9 سو 3 اسکول ہیں۔ ان اسکولوں میں پڑھنے والے طلباء کی تعداد 4 کروڑ 10 لاکھ 18 ہزار 384 ہے۔ اگر اس حساب سے 720 ارب روپے کو ان بچوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ایک بچے کے اوپر سالِ رواں میں حکومت فقط 175 روپے خرچ کر رہی ہے۔ اس سے تعلیم کے حوالے سے حکومت کی ترجیحات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ساڑھے تین کروڑ بچے ہمارے ہاں ایسے بھی ہیں جو اسکول نہیں جاتے، وہ چائلڈ لیبر کا شکار ہیں اور اُن کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔

دوسری طرف ہمارے ہمسائے ملک بھارت میں شرح خواندگی 60 فیصد اور سری لنکا میں 98 فیصد ہے، مگر بدقسمتی سے پاکستان میں پچھلے 4 سال سے شرح خواندگی 58 فیصد پر ٹھہری ہوئی ہے۔

آج مختلف تجزیات اور رپورٹس کے مطابق پاکستان میں 58 فیصد اسکول ایسے ہیں جہاں پر بنیادی ضروریات مثلاً عمارت، ٹوائلٹس اور فرنیچر تک میسر نہیں۔ کچھ تجزیات کے مطابق 18 فیصد اساتذہ ایسے ہیں جو سکول نہیں جاتے، ایسے اساتذہ کی تقرریاں محض مفاد پرستانہ سفارشات اور سیاسی بنیادوں پر کی گئی ہوتی ہیں۔

مختلف اوقات میں متعدد قومی تعلیمی کمیشنز تشکیل دیئے گئے مگر ان پر بھی عمل نہ کیا گیا۔ ان پالیسیوں پر عمل درآمد نہ کرنے کی بناء پر آج حالت یہ ہے کہ ساڑھے 3 کروڑ بچے اسکولوں سے باہر ہیں اور جو 4 کروڑ 10 لاکھ بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں وہ پست تعلیمی معیار کا شکار ہیں۔

اسی طرح تعلیمی اداروں پر سرکاری اخراجات کو 2010ء کی GDP کا 2.7 فیصد اور 2015ء تک 7 فیصد خرچ کیا جانا تھا مگر ایسا نہ ہوسکا اور آج 2017ء میں تعلیم پر خرچ کی جانے والی رقم اڑھائی فیصد سے نہ بڑھ سکی۔ جنوبی پنجاب میں پچھلے تقریباً 40 سال میں کوئی ایک نئی یونی ورسٹی وجود میں نہیں آسکی۔ یہ پاکستان کا نظامِ تعلیم اور اس کی تعلیمی صورتحال ہے۔ پاکستان کی شناخت اور پہچان زراعت ہے مگر زرعی یونی ورسٹی فیصل آباد کے علاوہ کوئی بڑی زرعی یونی ورسٹی وجود میں نہیں آسکی۔ یہ وہ چند ہوشربا اور تکلیف دِہ گوشے ہیں جو ہمیں پاکستان کے نظامِ تعلیم اور اس کے اوپر خرچ ہونے والے اخراجات سے متعلق آگاہ کرتے ہیں۔

آج پورے ملک میں 5 کروڑ 5 لاکھ شہری ایسے ہیں جو تعلیم یافتہ ہی نہیں ہیں۔ حالیہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 20 کروڑ 77 لاکھ، 74 ہزار 520 ہے۔ یقیناً ناخواندہ افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہوگا۔ اس وقت پنجاب میں 38 فیصد، KPK میں 46 فیصد، سندھ میں 48 فیصد، بلوچستان میں 55 فیصد ناخواندہ افراد ہیں۔ اسی طرح خواتین کے متعلق ناخواندگی کی شرح کو دیکھا جائے تو پنجاب میں 46 فیصد، KPK میں 53 فیصد، سندھ میں 65 فیصد، بلوچستان میں 77 فیصد خواتین ناخواندہ ہیں۔ تمام سیاسی حکمران ایک دوسرے کو اور ایک دوسروں کے ادوار کو الزام تو دیتے ہیں مگر جب خود اقتدار و اختیار کے مالک ہوتے ہیں تو اس سمت کوئی توجہ نہیں دیتے۔ پورے ملک میں الزام کی سیاست کو بند کر کے نظامِ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جس کے پاس جو صوبہ ہے اگر وہ اپنے صوبے کی ہی شرح خواندگی کو بڑھانے پر توجہ مرکوز کرتا تو آج پاکستان میں تعلیم کے حالات مختلف ہوتے۔ مگر بدقسمتی سے سیاست دانوں کے حالات، مقاصد، ضرورتیں کچھ اور ہیں جب کہ پاکستان کے عوام کی ضروریات اور ترجیحات مختلف ہیں۔ 2009ء کی تعلیمی پالیسی کے مطابق 2015ء تک شرح خواندگی کو 81 فیصد تک پہنچ جانا چاہیے تھا مگر پچھلے ساڑھے چار سال کے اندر شرح خواندگی 58 فیصد پر ہی رکی ہوئی ہے۔

اسی طرح پاکستان میں رجسٹرڈ دینی مدارس کی تعداد 12,153 ہے جس کے اندر کم و بیش 15 لاکھ اور 49 ہزار طلبا زیرِ تعلیم ہیں۔ مگر کوئی پالیسی اور کوئی ادارہ نہیں ہے جو اس چیز کا

جائزہ لے سکے کہ ان مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے اور ان مدارس سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ طلبہ اپنی خدمات کہاں سرانجام دیتے ہیں۔

2013ء میں 45 ہزار گریجوایٹس پاکستان کی مختلف یونی ورسٹیوں سے نکلے، جن میں سے 16 ہزار آج تک بے روزگار ہیں۔ پورے ملک کے 48 فیصد تعلیمی ادارے ضروری سہولتوں سے آج بھی محروم ہیں۔ سوات میں زلزلے کے باعث 40 ہزار لڑکیاں اسکولوں کی تعلیم سے محروم ہوئیں مگر ان کی تعلیمی بحالی کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ 170 اسکولوں کو بم بلاسٹ سے اڑا دیا گیا، لیکن کوئی اُن سے نہیں پوچھتا کہ اُن 170 اسکولوں میں سے دوبارہ کتنے اسکولوں تعمیر کروائے۔ بلوچستان میں 12 ہزار سکولز ایسے ہیں کہ جس میں صرف ایک لیول کے لیے فقط ایک استاد میسر ہے تو سوچیں وہ اسکول کیسے چلتا ہوگا! پنجاب کے 25 فیصد اسکول جزوی یا کلی بنیادوں پر سہولتوں سے محروم ہیں۔ دوسری طرف حکومتیں پوش علاقوں کے بھاری فیسوں والے اسکولوں کو گرانٹ کے نام پر بھاری بجٹ دیتی ہیں۔ یہ پیسہ غریب کے بچوں کا ہے جو امیر کے بچوں کی سہولتوں پر خرچ ہو رہا ہے۔

پاکستان کا غیر مساوی نظامِ تعلیم

آج تک جو کچھ پاکستان میں نظام تعلیم کے حوالے سے ہوتا رہا ہے اُس کو ڈنگ ٹپاؤ پالیسی کا نام دیا جاسکتا ہے، اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی نئی نسل کے اندر انتہا پسندی، دہشت گردی اور جہالت کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ ان حالات میں ہم کیسے ان ہونہار اور نوجوان طلبہ و طالبات سے ملک وقوم کے روشن مستقبل کے لیے کچھ کرنے کی امید رکھ سکتے ہیں؟ موجودہ فرسودہ نظام تعلیم ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے قابل ہی نہیں ہے۔ اس لیے اس نظام تعلیم سے بہترین سائنس دان، استاد، ڈاکٹر، انجینئر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔

بشمول دیگر عوامل کے پاکستان میں رائج نظامِ تعلیم میں انتہا پسندی اور تشدد پر مبنی نظریہ کے پھیلاؤ کی ایک بنیادی وجہ عدم مساوات کو تصور کیا جاتا ہے۔ عدمِ مساوات کے باعث متذکرہ بالا تعلیمی نظام نصاب تعلیم، طریقہ تدریس اور تعلیم کی نوعیت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ان اداروں میں طلباء بھی مختلف سماجی اور اقتصادی پس منظر سے آتے ہیں جن میں عام طور پر کچھ بھی یکساں نہیں ہوتا۔ پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے وہ لوگ جو حصول علم کے لئے کم فیس بھی ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتے، ان کے پاس اِس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ وہ مدارس کو اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے منتخب کریں کیونکہ دینی مدارس ان بچوں کو مفت رہائش، خوراک اور مذہبی تعلیم فراہم کرتے ہیں یہاں تک کہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد طلباء کے پاس زندگی میں بہت محدود ملازمت کے مواقع ہوتے ہیں۔ اِس احساسِ محرومی کے باعث وہ انتہا پسندی اور ذہن سازی (brain washing) کا جلد شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ ایسے افراد جب ایک ہی معاشرے میں رہنے والے افراد میں طبقاتی تضاد دیکھتے ہیں اور اپنی ہی عمر کے اُن نوجوانوں کو دیکھتے ہیں جو انگلش میڈیم اداروں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد زندگی کی تمام سہولیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، اُن کے مقابلے میں اِن کے پاس بنیادی ضروریات پوری کرنا بھی دشوار ہے۔ لامحالہ ایسے نوجوانوں میں احساس کم تری، غصہ، حسد اور بدلہ لینے کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ جو بآسانی انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے آلۂ کار بن جاتے ہیں۔ مذہبی مدارس اسکولوں کی دوسری category ہے جو غریب بچوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرتے ہیں۔ ریاست کی سماجی اور معاشی ناانصافیوں کو نظر انداز کرنے کے باعث معاشرے میں جو خلا پیدا ہوا ہے، مذہبی مدارس نے اس خلا کو پر کیا ہے۔ یہ مدارس اپنے طلباء کو نہ صرف مفت تعلیم فراہم کرتے ہیں بلکہ انہیں مفت رہائش، خوراک اور دیگر ضروریاتِ زندگی بھی مہیا کرتے ہیں۔ نیز تعلیم کے اختتام پر مساجد میں ایک قسم کی ملازمت بھی دیتے ہیں۔

قابل توجہ امر یہ ہے کہ یہ مدارس اگرچہ پاکستان کے

مرکزی تعلیمی دھارے سے جدا نہیں ہیں لیکن ایک مکتبہ فکر کے مدرسہ کے طلباء کو دیئے جانے والے افکار و نظریات اور عالمی نقطہ نظر، دوسرے مکتبہ فکر سے ملنے والے افکار و نظریات اور عالمی نقطہ نظر سے مکمل متضاد ہوتے ہیں۔ مزید براں ان کا طریقہ تدریس اس نوعیت کا ہوتا ہے کہ ایک مخصوص مسلک سے تعلق رکھنے والے کے نزدیک دوسرے مسلک کی (علمی) تعبیر و تشریح (بھی) قابل قبول اور متفقہ نہیں ہوتی۔ اس طرز عمل نے معاشرے میں فرقہ واریت کی جڑیں مزید گہری کر دی ہیں اور معاشرے کی ترقی اور اصلاح کے پہلو نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔

ایسے حالات میں اسلامی تعلیمات سے والہانہ وابستگی رکھنے والا نوجوان مسلمان جب اپنے گرد و پیش فرقہ پرستی کی دیواریں کھڑی دیکھتا ہے تو وہ اسلام سے ہی بیزار ہونے لگتا ہے اور بالآخر ان نام نہاد مصلحین کے ہتھے چڑھ جاتا ہے، جو ہر مسلک اور مکتب فکر کے خلاف زہر اگلتے ہیں اور فرقہ پرستی یا منافرت کی تردید کے نام پر اسے اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ہی بے گانہ بنا ڈالتے ہیں۔ وہ اپنے زعم میں اسلام کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں اور انتہا پسندی کے جوش میں اپنے سوا ہر ایک کو اسلام دشمن، کافر، ملحد، لا دین اور مشرک قرار دیتے ہیں، لیکن خود عملاً فتنہ انگیزی کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ نوجوان نسل کے کچے ذہنوں میں انتشار کا بیج بو کر گمراہی کا پرچار کرتے ہیں۔ یہ عقلیت پرست زعماء کالجوں، یونی ورسٹیوں، دفتروں اور جدید تعلیمی اداروں کی آغوش میں پلنے والے نوجوانوں کو بالخصوص اپنا شکار بنا لیتے ہیں۔ اسلام کی بنیادی اَقدار سے نا آشنا مسلمان نوجوان ان کے تزویراتی حربوں کے سامنے بڑی آسانی سے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔

(جاری ہے) ❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم محبوب حسین جوئیہ (ڈپٹی ایڈیٹر مجلّہ) کے چچا محترم حاجی باغ علی، محترم رانا محمد امین (سینئر نائب امیر TMQ بلوچستان) کے والد محترم رانا محمد صدیق، محترم ریاض انجم (نائب صدر ضلع وہاڑی) کے بھائی محترم ماسٹر ظفر اقبال شکوری، محترم بشیر احمد رحمانی (صدر پی پی 105 حافظ آباد) کی تائی، محترم میاں محمد ارشد (کولو تارڑ۔ حافظ آباد) کے ماموں محترم نذیر احمد، محترم حافظ تنویر ساجد (سابق ناظم) کا نومولود بیٹا، محترم عبدالغنی تائب (کوٹ رادھا کشن) کی ہمشیرہ اور بھانجی (راہوالی)، محترم ڈاکٹر محمد اکبر ساقی، محترم تظہیر احمد کے والد گرامی، محترم محترم علامہ مبشر اکرم الازہری (چکوال) کی اہلیہ محترمہ، محترم حافظ محمد رفیق (قصور)، محترم حافظ احمد نواز (منچریاں دیپالپور) کے والد، محترم محمد اشتیاق حنیف مغل (لاہور) کے بہنوئی محترم شفیق الرحمٰن، محترم محمد فیاض منج (نوشہرہ ورکاں) کی والدہ، محترم ذکاء اللہ سیال (علی آباد حافظ آباد)، محترم محمد اقبال (سمندری) کے بھائی، محترم عمر دراز (سمندری) کی والدہ، محترم علی اکبر غوری (سمندری) کی والدہ، محترم علی حسن (سمندری) کے بہنوئی، محترم عارف حسین (ماموں کانجن) کی والدہ، محترم محمد یونس القادری (سابق ضلعی امیر سیالکوٹ) کی ہمشیرہ، محترم غلام رسول سعیدی (پی پی 85)، محترم محمد شاہد فاروق (ضلعی ناظم) کے کزن، محترم حسن جلیل (سابق صدر یوتھ پیر محل) کی والدہ، محترم (نائب صدر TMQ پی پی 87) کے بڑے بھائی، محترم میجر اقبال کے کزن، محترم ظفر اقبال (رہنما پاکستان عوامی تحریک گوجرہ) کی والدہ محترمہ، محترم محمد اشرف (پی پی 85 سیکرٹری جنرل PAT) کے کزن، محترم رانا محمد عثمان (پی پی 85 گوجرہ) کے دادا جان، محترم مہر محمد سلیم (سابق صدر MYL ضلع گوجرانوالہ) کے والد، محترم حافظ ذاکر علی منہاجین اور علامہ محمد محسن علی (بلتستان) کے والد محترم محمد دین اور محترم علی رضا (ناظم رفاقت پی پی 53) کے والد قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

میرِ کارواں اقبال کی نظر میں

صالح قیادت سے محرومی امت کے زوال کا بڑا سبب ہے

حکیم الامت کا منظوم منشور آج بھی ذریعہ رہنمائی ہے

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو......ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کیلئے

ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی☆

کسی بھی انسانی معاشرہ کے انتظام و انصرام کے لیے راہنما و حاکم کا وجود ناگزیر ہے۔ بنی نوع انسان کی تاریخ روزِ اوّل سے معاشرہ کے اس بنیادی و ناگزیر عنصر کے وجود کی گواہ ہے۔اس کرّہ ارضی پر جب حضرت آدم علیہ السلام نے مشیت ایزدی سے سکونت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس منصبِ عظیم سے سرفراز فرمایا۔ ان کے بعد کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رُسل نے اپنے اپنے عہد میں بالواسطہ یا بلا واسطہ اس ذمہ داری کو احسن انداز میں نبھایا۔ جب نبی آخر الزماں ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ منصبِ ہدایت و حاکمیت آپ کو عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف اس منصبِ عظیم کو مثالی انداز میں نبھایا بلکہ ایسے سیاسی، سماجی اور معاشی رہنما اصول عطا فرما دیے جنہیں کوئی بھی حکمران اپنالے تو وہ دنیا کا بہترین حکمران کہلانے کا حق دار ٹھہرے گا۔ شریعت مطہرہ نے صالح و اہل حکمران کے تعین کو واجب قرار دیا، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے بغیر کسی قابل ذکر اختلاف کے اجماع پایا جاتا ہے اور اس اجماع کو تقریباً تمام ائمہ وفقہا نے بیان فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر علامہ ابن خلدون بیان کرتے ہیں: بے شک امام کا تقرر واجب ہے، اور شریعت میں اس کا وجوب صحابہ و تابعین کے اجماع سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے فوراً بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور صحابہ کرام نے اپنے معاملات میں غور و فکر کا حق انہیں تفویض کیا۔ اسی طرح عہدِ صحابہ کے بعد ہر عہد میں یہ معمول جاری رہا اور لوگوں نے کسی بھی عہد کو حکمران کی تقرری سے خالی نہ چھوڑا، اس سے امام کے تقرر کے وجوب پر اجماع متحقق ہو گیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان حکمرانوں نے اپنی زندگیوں کو حضور نبی اکرم ﷺ کے عطا کردہ منصبِ حاکمیت کے سنہری اصولوں سے آراستہ کیے رکھا وہ اور ان کے محکومین دونوں سرخرو ہوئے اور ان کے معاشرے حقیقی معنیٰ میں امن و سکون کے گہوارے بنے رہے؛ لیکن جوں جوں مسلمان حکمران حاکمیت کے ان نبوی اصولوں سے دور ہوتے گئے توں توں ذلت و مسکنت ان کا اور ان کے محکومین کا مقدر بنتی گئی۔

علامہ محمد اقبالؒ بلاشبہ اپنے وقت کے عظیم مصلح (Great Reformer) تھے، جن کے دل و دماغ میں ملتِ بیضاء کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، اُنہوں نے ملّی سطح پر اُمت کی فکری و عملی آبیاری کے لیے اپنا انمول منظوم و منثور کلام چھوڑا جو رہتی دنیا تک ملت کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ اقبالؒ کی نظم و نثر کا بنیادی مقصد ایک ہی ہے اور وہ ہے ملتِ اسلامیہ کی نظری وفکری راہنمائی کے ساتھ ساتھ ملتِ اسلامیہ کے توسط سے دنیا بھر کی اقوام وملل کے افراد کی زندگیوں کو بہتر بنانا۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر منہاج یونی ورسٹی لاہور، انچارج شعبہ عربی (FMRi)

قیادت کیلئے امامت کی اصطلاح

علامہؒ کے نزدیک اسبابِ زوالِ امت میں سے ایک بڑا سبب اس امت کو کسی صالح قیادت کا میسر نہ آنا ہے۔ اس صالح، عادل، باصلاحیت، جہاں دیدہ قیادت کے لیے انہوں نے اپنے کلام میں میرکارواں، مردِ راہ داں، قافلہ سالار، حکمران، لیڈر، امیر اور امام وغیرہا کی اصطلاحات استعمال فرمائیں اور قیادت کے لیے بیش تر امامت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

قوم کی حقیقت اور قوموں کی امامت کا تصور اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا:

قوم کیا چیز ہے؟ قوموں کی امامت کیا ہے؟
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

ایک اور مقام پر روشن دماغ اور باصلاحیت قیادت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

تبدیلی کیسے ممکن ہے؟

علامہ اقبالؒ نے اپنی نظم ونثر میں زوال سے نکلنے کا ایک واضح طریق کار بھی متعین کیا ہے اور وہ ہے فرد کی اصلاح سے ملت کی اصلاح، لیکن علامہؒ اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ عدمِ شعور اور خود احتسابی کے فقدان کے باعث عام افراد کبھی کسی مصلح و مربّی کے بغیر اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔ اس لیے اقبالؒ کا نقطہ نظر ہے کہ اصلاح اوپر سے نیچے آتی ہے، نیچے سے اوپر نہیں جاتی۔ نظریہ خودی مردانِ کامل پیدا کرتا ہے اور مردانِ کامل دنیا کی اصلاح کرتے ہیں۔ ایسے ہی کسی مردِ کامل کو نظری و عملی اِصلاح پر ابھارتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے سوار اشہب دوراں بیا
اے فروغ دیدہ امکاں بیا
خیز و قانونِ اُخوت ساز دِہ
جام صہبائے محبت باز دِہ
باز در عالم بیار ایام صلح
جنگجویاں را بدہ پیغام صلح
نوع انسانی مزرع و تو حاصلی
کاروانِ زندگی را منزلی
ریخت از جور خزاں برگ و شجر
چوں بہاراں بر ریاض ما گذر

”(اے نائبِ حق!) اے زمانے کے گھوڑے کے سوار! آ، تو امکان کی آنکھ کا نور ہے (تجھ سے عمل کے نئے نئے امکانات پیدا ہوتے ہیں)۔ اُٹھ اور دوبارہ ایسا قانون اختیار کر، جو اخوت ساز ہو، ایسا جام جس کے اندر محبت کی شراب ہو۔ دنیا میں ایک بار پھر امن و امان قائم کر اور جنگجوؤں کو پھر صلح کا پیغام دے۔ نوعِ انسان کھیتی ہے اور تو اس کا حاصل، تو ہی کاروانِ زندگی کی منزل ومقصود ہے۔ ہمارے شجرِ ملت کے پتے خزاں کے جور وظلم سے گر چکے ہیں، ہمارے باغ پر موسمِ بہار کی مانند گزر جا“۔

جب کسی قوم کو اس قوم کے مردانِ کامل یا غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک چند افراد میسر آ جاتے ہیں تو اس قوم کا کارواں منزل کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں اقبالؒ اپنے عہد کے سیاسی اور بعض مذہبی رہنماؤں سے بہت زیادہ ناامید تھے۔ نظم شمع و شاعر، درحقیقت رہنمائی ملت کی علامت ہے اور ملتِ اسلامیہ کے زوال کا ایک خوفناک عکس اور دردمندانہ پیغام ہے۔ یہ ظاہر کرتی ہے کہ ملت نے باصلاحیت رہنما پیدا کرنے بند کر دیئے ہیں۔ یہ خیال کلامِ اقبالؒ میں آخر تک موجود رہا۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

؎ کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

؎ فلک نے ان کو عطاء کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے

؎ نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لئے

؎ نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی کہ ہے تمہیدِ کلیم اللٰہی

میرے سپاہ ناسزا لشکریاں شکستہ صف
آہ وہ تیر نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف

منزل راہرواں دور بھی، دشوار بھی ہے
کوئی اس قافلے میں قافلہ سالار بھی ہے؟

ایک جگہ تو انہوں نے نام بھی گنوا دیئے ہیں:

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ روحِ شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

مصطفیٰ کمال پاشا اور رضا شاہ پہلوی نے اپنی اپنی قوم کے لئے بہت کام کیا لیکن اس کا وہ معیار نہیں تھا جس کے متمنی اقبالؒ تھے۔ یہ حضرات اور ملتِ اسلامیہ پر مسلط ہونے والے دیگر شہنشاہ، رہنما اور علماء ان صلاحیتوں سے عاری تھے جو ملت کو دنیا کی منتخب ملت میں بدل سکتی ہیں۔ جن رہنماؤں سے اقبالؒ نے توقعات وابستہ کیں انہیں ان کی قوم نے یا مغرب کی سازشوں نے کام کرنے کا موقع نہ دیا، نتیجہ یہ کہ ملت ان کی قائدانہ صلاحیتوں سے کماحقہ استفادہ کرنے سے محروم رہی۔ اس وقت تک کسی اسلامی ملک کا کوئی رہنما اپنے آپ کو ملتِ اسلامیہ کا حقیقی قائد تسلیم نہیں کرا سکا۔ وہ ایک دوسرے کو قریب لانے کی بجائے اختلافات پر زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور ملت کو مزید تقسیم کرتے چلے جاتے ہیں۔

صالح حکمران کی صفات

قرآن کریم میں جو صالح حکمران کی صفات پیش ہوئی ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حکمران عادل اور منصف ہو اور ہوائے نفس کا پجاری نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِيْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَيُضِلَّکَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ م بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِo (ص: ۳۸: ۲۶)

’’اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں (اپنا) نائب بنایا سو تم لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلے (یا حکومت) کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا ورنہ (یہ پیروی) تمہیں راہِ خدا سے بھٹکا دے گی، بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ یومِ حساب کو بھول گئے‘‘۔

۲۔ حکمران ہاتھ اور دل کا صاف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف ﷷ کی زبان سے فرمایا:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ج اِنِّیْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌo (یوسف، ۱۲: ۵۵)

’’یوسف (ﷷ) نے فرمایا: (اگر تم نے واقعی مجھ سے کوئی خاص کام لینا ہے تو) مجھے سرزمینِ (مصر) کے خزانوں پر (وزیر اور امین) مقرر کر دو، بے شک میں (ان کی) خوب حفاظت کرنے والا (اور اقتصادی امور کا) خوب جاننے والا ہوں‘‘۔

۳۔ حکمران دین و دنیا کے معاملہ میں رشوت قبول کرنے والا نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ﷷ کے بارے میں فرمایا جب ملکہ بلقیس نے ہدیہ (رشوت) کے ساتھ انہیں آزمانے کا ارادہ کیا:

قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَا اٰتٰنِ َۧ اللهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰکُمْ ج بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَo (النمل، ۲۷: ۳۶)

’’(تو سلیمان ﷷ نے اس سے) فرمایا: کیا تم لوگ مال و دولت سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ سو جو کچھ اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے اس (دولت) سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں عطا کی ہے بلکہ تم ہی ہو جو اپنے تحفہ سے فرحاں (اور) نازاں ہو‘‘۔

۴۔ صالح حکمران دنیوی اسباب کو اختیار کرتا ہے لیکن توکل صرف اللہ کی ذات پر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ذوالقرنین کے بارے میں فرمایا: جب کمزور و نادار لوگوں نے ان سے ایسا بند باندھنے کا مطالبہ کیا جو انہیں فساد انگیزی کرنے والوں سے محفوظ رکھے:

قَالَ مَا مَکَّنِّیْ فِيْهِ رَبِّیْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَکُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا. (الکھف، ۱۸: ۹۵)

’’(ذوالقرنین نے) کہا: مجھے میرے رب نے اس بارے میں جو اختیار دیا ہے (وہ) بہتر ہے، تم اپنے زورِ بازو (یعنی محنت و مشقت) سے میری مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا‘‘۔

۵۔ صالح حکمران فضل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتا ہے

اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ حضرت ذوالقرنین جب بند باندھ چکے تو فرمایا:

هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ○ (الكهف، ۱۸ : ۹۸)

’’یہ میرے رب کی جانب سے رحمت ہے، پھر جب میرے رب کا وعدۂ (قیامت قریب) آئے گا تو وہ اس دیوار کو (گرا کر) ہموار کر دے گا (دیوار ریزہ ریزہ ہوجائے گی)، اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے‘‘۔

۶۔ صالح حکمران صادق و امین ہوتا ہے اور وہ خیانت اور دھوکہ دہی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ○ (الأنفال، ۸: ۵۸)

’’اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو ان کا عہد ان کی طرف برابری کی بنیاد پر پھینک دیں۔ بے شک اللہ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

۷۔ صالح حکمران ایسا منصف ہوتا ہے جو لوگوں سے نہیں ڈرتا اور جسے اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ڈر بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب ذوالقرنین کو تمکنت وحکومت عطا فرمائی اور سرکش لوگوں پر غلبہ عطا کیا تو انہیں اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں اور چاہیں تو انہیں جیل میں ڈال دیں، تو ذوالقرنین نے فرمایا:

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ○ (الكهف، ۱۸ : ۸۸)

’’اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لیے بہتر جزا ہے اور ہم (بھی) اس کے لیے اپنے احکام میں آسان بات کہیں گے‘‘۔

۸۔ صالح حکمران امانت اس کے اہل کو ادا کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان عدل سے حکمرانی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ○ (النساء، ۴: ۵۸)

’’بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں، اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، بے شک اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتا ہے، بے شک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے‘‘۔

یہ ہیں قرآن کی بیان کردہ ایک صالح حکمران کی صفات، اور یہی وہ صفات ہیں جو علامہ اقبالؒ امتِ مسلمہ کے حکمرانوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن افسوس صد افسوس علامہ کے اس خواب کی تعبیر ابھی تک ادھوری ہے اور امتِ مسلمہ آج بھی اس میرِ کارواں کی متلاشی ہے جو قرونِ اولیٰ میں ان کا سرمایہ افتخار تھا اور جس کا خواب انہیں علامہ اقبالؒ نے دکھایا تھا۔

افسوس! ہمارے حکمران۔۔۔۔

آج ہم دوسرے اسلامی ملکوں کی بات نہیں کرتے خود مملکتِ خداداد پاکستان کے حکمرانوں کو ہی دیکھ لیجئے۔ کیا ان میں ایک صالح حکمران جس کی صفات قرآن کریم نے بیان کی ہیں اور جن کا نقشہ اقبالؒ نے اپنے اشعار میں کھینچا ہے، کیا ہمارے حکمران ان میں سے کسی ایک صفت پر بھی پورے اترتے ہیں؟ یہ پاکستانی قوم کا بہت بڑا المیہ ہے، جو جب تک حل نہیں ہوتا، ترقی اس قوم کا مقدر نہیں بن سکے گی اور جب یہ مسئلہ حل ہو جائے گا تو کوئی دنیاوی طاقت اس قوم کی ترقی میں رکاوٹ نہیں بن سکے گی۔

اقبالؒ ملت کے افراد کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے یا ذاتی اغراض سے بلند ہو کر اجتماعی بھلائی کے لیے کام کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ رہنماؤں اور مقتدر طبقات کی توجہ خود احتسابی اور خود انحصاری کی طرف دلاتے ہیں، جس کے بغیر اصلاح ممکن ہی نہیں ہے۔ خوش فہمیوں میں مبتلا قومیں اپنی کمزوریوں کو دور نہیں کر سکتیں۔ صدر ایوب خان کو بعض مشیروں نے یہ مشورہ دیا تھا کہ ذرائع ابلاغ اور نیشنل پریس ٹرسٹ کے اخبارات کے ذریعے ملک کے لوگوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ ہمارے ہاں سب ٹھیک ہے۔ تعمیر وترقی کا کام بڑی تیز رفتاری سے جاری ہے۔ لوگ بے حد خوش حال ہیں۔ ان کے مسائل حل ہو چکے ہیں۔ (بقیہ صفحہ 31 پر ملاحظہ فرمائیں)

ظالم نظام اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ووٹ کی حرمت کی جدوجہد کا آغاز 2013ء میں کیا

چیف جسٹس کی طرف سے شفاف الیکشن کروانے کا عزم خوش آئند ہے

نور اللہ صدیقی

چیف جسٹس آف سپریم کورٹ میاں ثاقب نثار نے سیاسی شخصیات کی تصاویر پر مبنی سرکاری اشتہارات بند کرنے کے کیس کی سماعت کے دوران اس عزم کا اظہار کیا کہ آئندہ الیکشن شفاف بنانے کیلئے تمام آئینی تقاضے بروئے کار لائے جائیں گے اور الیکشن کے موقع پر بیوروکریٹس کو دوسرے صوبوں میں بھجوا دینگے، کسی بھی جماعت کو قومی خزانے سے اپنی سیاسی مہم چلانے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ اسی طرح چیف جسٹس آف سپریم کورٹ نے ایک اہم ایشو کی طرف بھی توجہ مرکوز کی۔ انہوں نے حکمرانوں سے سوال کیا: ارکان پارلیمنٹ کو فنڈز کس قانون کے تحت ملتے ہیں؟ کیا یہ انتخابات سے قبل دھاندلی نہیں؟ ان کا کہنا تھا عام انتخابات سے قبل قومی اسمبلی، سینیٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو اربوں روپے کے ترقیاتی فنڈز کی بندر بانٹ کس قانون کے تحت کی جاتی ہے؟ انہوں نے اہم ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ حکومتیں اپنی تشہیر کیلئے سرکاری خزانے کا استعمال کرنے کی بجائے اپنا پارٹی فنڈ استعمال کریں، سرکاری پیسے سے اشتہار بازی پول رگنگ ہے، انہوں نے حکومتی عہدیداروں کی تصاویر والے شائع شدہ اشتہارات کی رقم پارٹی رہنماؤں سے واپس لے کر سرکاری خزانے میں جمع کروانے کا حکم بھی دیا۔

چیف جسٹس آف سپریم کورٹ نے فیئر اینڈ فری الیکشن کے انعقاد کیلئے دھاندلی مافیا کی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا ہے۔ گزشتہ چار دہائیوں سے جمہوریت کے نام پر قومی خزانے کی لوٹ مار ''سیلف پروجیکشن'' پر کروڑوں روپے اڑائے جاتے ہیں، الیکشن سے قبل ترقیاتی کاموں کی آڑ میں قومی خزانہ ریوڑیوں کی طرح اراکین اسمبلی میں بانٹا جاتا ہے اور قومی وسائل پر دسترس رکھنے والا طبقہ رائے عامہ کو ہائی جیک کر لیتا ہے۔ ایک دن کی ووٹنگ کا نام جمہوریت رکھ دیا گیا، شاید یہی وجہ ہے کہ موجودہ کرپشن اور دھاندلی زدہ جمہوری نظام میں نہ تو عوام کے حالات بدلے اور نہ ہی پاکستان پاؤں پر کھڑا ہو سکا بلکہ معکوس ترقی کا عمل جاری ہے۔

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس کرپشن اور دھاندلی زدہ نظام انتخاب کے خلاف جنوری 2013ء میں لاہور سے اسلام آباد لانگ مارچ کیا، اس مارچ میں لاکھوں خاندان شریک ہوئے، اس میں بچے، بوڑھے، جوان، خواتین سبھی شامل تھے، اس لانگ مارچ میں پاکستان کا تعلیم یافتہ اور سیاسی اعتبار سے باشعور ''کراؤڈ'' شامل تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے اخراجات پر اپنے ملک کی تقدیر سنوارنے کیلئے گھر سے بے گھر ہوئے اور خون جما دینے والی سردی میں ایک ہفتہ اسلام آباد کی سڑکوں پر انتہائی باوقار انداز میں خیمہ زن رہے۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ کا یہ واحد پرامن اور منظم لانگ مارچ تھا جس کا ایجنڈا حکومت گرانا یا حکومت بنانا نہیں تھا بلکہ انتخابی نظام کو آئین کے تابع لانا تھا اور دھاندلی مافیا سے قوم اور جمہوریت کی جان چھڑوانا تھا۔ اس

تاریخی لانگ مارچ کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے نظام انتخاب کو آئین کے تابع لانے کیلئے ایک مکمل اصلاحاتی پیکیج کا اعلان کیا جس پر ہم بعد میں تفصیلی گفتگو کرینگے لیکن انہوں نے دھاندلی زدہ انتخابی نظام کے حوالے سے قوم اور اداروں کو تفصیل سے آگاہ کیا کہ وہ کون سے طریقے ہیں جنہیں اختیار کر کے قوم کو فیئر اینڈ فری انتخابی نظام کا تحفہ دیا جاسکتا ہے۔

شیخ الاسلام کا کہنا تھا کہ موجودہ انتخابی نظام کے تحت رائے عامہ اچک لی جاتی ہے اور دن دہاڑے قوم کی آنکھوں میں دھول جھونک کر مینڈیٹ کے نام پر خزانہ لوٹنے کا لائسنس حاصل کر لیا جاتا ہے۔ ووٹرز کی ایک دن کی ناز برداری کے بعد 5 سال تک انہیں ذلیل کیا جاتا ہے اور 5 سال بلاشرکت غیرے قومی خزانہ لوٹا جاتا ہے ۔تعلیم، صحت، امور خارجہ، امور داخلہ، انصاف، امن وامان ،معیشت سب کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نظام انتخاب کی اصلاح کیلئے جنوری 2013ء میں سپریم کورٹ میں بھی گئے اور اس وقت کے چیف جسٹس نے ملکی سلامتی اور بقاء سے تعلق رکھنے والے اس اہم قومی ایشو پر بات کرنے کی بجائے دیگر غیر متعلقہ امور پر توجہ مرکوز رکھی اور ایسا رویہ اختیار کیا جو کسی طور نہ ان کے منصب کے شایان شان تھا اور نہ ہی پاکستان اور اس کے عوام اس رویے کے متحمل تھے۔ نتیجتاً نظام انتخاب کی اصلاح کی اس جدوجہد کو نقصان پہنچایا گیا اور پھر 2013ء کے انتخابات کے بعد جس قسم کی اسمبلیاں اور مینڈیٹ وجود میں آیا اس پر سبھی نوحہ کناں نظر آئے اور 2013ء کے الیکشن کو ”آر اوز“ کا الیکشن قرار دیا گیا۔ جب اس الیکشن کو آر اوز کا الیکشن کہا گیا تو پھر سمجھ آئی کہ جنوری 2013ء میں اس وقت کے چیف جسٹس نے نظام انتخاب کو آئین کے تابع کرنے کی ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی رٹ پٹیشن پر توجہ دینے کی بجائے تمسخر کیوں اڑایا؟ بہرحال قوم کے ساتھ دھوکہ دہی کرنے والے کو ایک نہ ایک دن اس کا خمیازہ بھگتنا ہوتا ہے اور اس کیلئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے ،قوم کے ساتھ ظلم کرنے والے اور قوم کو دھوکہ دینے والے کسی صورت انجام سے نہیں بچ سکتے ۔

اب چیف جسٹس آف سپریم کورٹ میاں ثاقب نثار صاحب نے فیئر اینڈ فری الیکشن کے انعقاد کی بات کی ہے جو قابل تحسین اور قابل تعریف ہے۔ پارلیمنٹ بے وقعت اور جمہوری نظام کے کھوکھلے پن کے بعد دو ہی راستے بچتے ہیں جس سے فرسودہ نظام سے جان چھڑائی جاسکتی ہے:

۱۔ ایک راستہ سپریم کورٹ میں سے گزرتا ہے کہ سپریم کورٹ آئین کی شارح ہونے کی حیثیت سے نظام انتخاب کو ہر قسم کی سیاسی ،انتظامی آلودگی اور آلائش سے پاک کرے۔

۲۔ دوسرا راستہ عوامی انقلاب کا ہے کہ عوام استحصالی قوتوں کے خلاف فیصلہ کن جدوجہد کے عزم کے ساتھ سڑک پر نکلیں اور پاکستان اور نظام انتخاب کو آئین کے تابع لانے کیلئے اپنا فیصلہ کن کردار ادا کریں۔

فی الوقت بال انصاف کے اداروں کے کورٹ میں ہے۔

یہ اجتماعی دانش پر منحصر ہے کہ اس تاریخی موقع سے کس طرح ملک و قوم کے بہترین مفاد میں فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے جنوری 2013ء کے لانگ مارچ میں نظام انتخاب کو آئین کے تابع کرنے کیلئے جن نکات پر گفتگو کی قوم اور اداروں کی توجہ مبذول کروانے کی کوشش کی وہ باتیں آج بھی عمل کی منتظر ہیں۔ انہوں نے نظام انتخاب کی اصلاح کیلئے آئین کے ابتدائی 40 آرٹیکلز پر ان کی روح کے مطابق عملدرآمد کرنے کا مطالبہ کیا بالخصوص آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے مطابق امیدواروں کی اہلیت پرکھنے کی بات کی۔ یہ امر اطمینان بخش ہے کہ انہوں نے کرپٹ عناصر سے نجات کیلئے 2013ء میں جن آرٹیکلز پر عملدرآمد کا مطالبہ کیا اور قوم کو آئین کے مذکورہ آرٹیکلز حفظ کروائے 2017ء میں انہی آرٹیکلز کی روشنی میں پاکستان کو سب سے بڑے کرپٹ اور خائن سے نجات ملی۔

ڈاکٹر طاہرالقادری نے ووٹ کی حرمت اور مینڈیٹ کے تقدس کی جدوجہد کا آغاز 2013ء میں کیا ۔ ڈاکٹر طاہرالقادری سمجھتے ہیں کہ جب تک آئین کے مطابق ہر فرد کی معاشرتی عزت نفس کی بحالی نہیں ہوگی، عدلیہ کی آزادی و خودمختاری اور ان کے فیصلوں کا احترام اور نفاذ یقینی نہیں بنایا

جائے گا، پاکستان کے ساتھ وفاداری نبھانے کے عہد کو آئین کی روح کے مطابق یقینی نہیں بنایا جائے گا، دہشتگردی و کرپشن کے خاتمے کے خلاف جنگ کو منطقی انجام تک نہیں پہنچایا جائے گا، آئین و قانون کی بالادستی یقینی نہیں بنائی جائے گی، ملک سے بددیانتی کا سدباب نہیں ہوگا، غریب اور مزدور کو اس کی اہلیت کے مطابق معاشی تحفظ نہیں ملے گا، غریب اور مزدور کے بچے کو ریاست تعلیم کی فراہمی کی جب تک ذمہ داری پوری نہیں کرے گی، غریب مریض کو علاج کی سہولت نہیں ملے گی، آئین کے آرٹیکل 3 کے مطابق ہر قسم کے استحصال کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ امیدوار اور ووٹر کی جان کو تحفظ نہیں ملے گا، آئین کے آرٹیکل 37 کے مطابق معاشرتی انصاف کی دستیابی اور برائیوں کا خاتمہ نہیں ہوگا، آئین کے آرٹیکل 38 کے مطابق لوگوں کا معیار زندگی بہتر نہیں ہوگا، کمزور اور طاقتور کے مابین توازن قائم نہیں ہوگا، ذرائع آمدن اور وسائل میں غیر معمولی فرق کا خاتمہ نہیں ہوگا، سستی خوراک اور بنیادی ضروریات مہیا نہیں ہوں گی، ووٹر کی آزادی رائے کو ریاست تحفظ نہیں دے گی، انتخابی عمل میں ریاست غیر جانبدار نہیں ہوگی، ٹیکس چوروں کو جب تک پارلیمنٹ سے دور نہیں کیا جائے گا، جعلی ڈگریوں والوں کا راستہ نہیں روکا جائے گا، سوسائٹی کے کمزور طبقات کو ترقی کے دھارے میں شامل ہونے کیلئے ریاست مواقع اور تحفظ فراہم نہیں کرے گی تب تک نہ تو انتخابات عوام کی حقیقی رائے جاننے کا پیمانہ ثابت ہوسکیں گے اور نہ ہی حقیقی جمہوریت قائم ہوسکے گی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس وقت کی حکومت کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ بھی کیا تھا جس میں حکومت کی طرف سے اس بات کی گارنٹی دی گئی تھی کہ امیدواروں کی اہلیت آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر پرکھی جائے گی اور کاغذات نامزدگی کی چھان بین کا عمل 30 دن تک بڑھایا جائے گا اور ہر طرح کی کرپٹ پریکٹسز کا خاتمہ کیا جائیگا اور الیکشن کمیشن کی تشکیل بھی آئین میں دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق ہوگی۔ بدقسمتی سے یہ سب نہ ہوسکا اور پھر نتیجہ بھی سب کے سامنے آیا۔ موجودہ نظام انتخاب کے تحت 100 بار بھی الیکشن ہو جائیں، کرپٹ ٹیکس چور، قاتل، جعلی ڈگری والے، جھوٹے، بدعنوان ہی منتخب ہو کر آئیں گے کیونکہ ایک خاص گروہ نے پورے نظام اور وسائل کو یرغمال بنا رکھا ہے۔

چیف جسٹس آف سپریم کورٹ نے فیئر اینڈ فری الیکشن منعقد کروانے کے عزم کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ 70ء کے بعد یہ شفاف ترین الیکشن ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی زبان مبارک کرے اور عوام کو اپنے حقیقی نمائندے منتخب کرنے کا آئینی حق ملے۔ تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ شفاف الیکشن محض ایک صوبے کے افسران کو دوسرے صوبے میں بھیجنے سے نہیں ہوسکیں گے، اس کیلئے حلقہ بندیوں پولنگ سٹیشنز کی سکیم، ووٹر لسٹوں کی تیاری و فراہمی، انتخابی عملے کا تقرر اور غیر جانبدار عبوری حکومت کی تشکیل، بااختیار الیکشن کمیشن ناگزیر تقاضے ہیں۔ عملاً دھاندلی کا آغاز ہو چکا ہے، متنازعہ حلقہ بندیاں اس کی ابتداء ہے، جب نئی مردم شماری ہو چکی ہے تو اس کی حتمی نوٹیفکیشن سے قبل راتوں رات حلقہ بندیاں کیوں کی گئیں؟ ترقیاتی منصوبوں کے نام پر دھڑا دھڑ سیاسی رشوت بانٹنے کا کام بھی اپنے عروج پر ہے جس کا نوٹس محترم چیف جسٹس صاحب نے بھی لے رکھا ہے۔ یقیناً چیف جسٹس آف سپریم کورٹ کے یہ بات پیش نظر ہے کہ آج کا الیکشن کمیشن پہلے سے زیادہ کمزور بنا دیا گیا۔ انتخابی اصلاحات ایکٹ کے نام پر الیکشن کمیشن سے کاغذات نامزدگی تیار کرنے کا اختیار بھی چھین لیا گیا۔ پہلے کسی بھی امیدوار کے اثاثے اس کے بیوی بچوں کے اثاثے اور اس کے اوپر درج مقدمات اور دیگر امور کے حوالے سے معلومات دینا ضروری ہوتا تھا، اب یہ قدغن ختم کر دی گئی۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے جب تک الیکشن کمیشن آزاد، خودمختار اور بااختیار نہیں ہوگا اس وقت تک فیئر اینڈ فری الیکشن کا انعقاد ناممکن ہے اور نہ ہی کالے دھن کے بے تحاشا استعمال کا راستہ روکا جا سکے گا۔ یہ حقیقت نوشتہ دیوار ہے کہ یہ ظالم نظام اور پاکستان اب ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔

❁❁❁❁❁

فریدِ ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے شعبہ خواتین کا اُسلوبِ تحقیق

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے علمی، تحقیقی میدان میں بھی خواتین سکالرز کو خدمات انجام دینے کے مواقع فراہم کیے

محمد فاروق رانا

تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سرپرستی و رہنمائی میں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق خدمتِ دین کی مختلف جہات پر کام کر رہی ہے۔ آپ پاکستان کے واحد لیڈر ہیں جنہوں نے اِسلامی معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لیے ہر شعبۂ زندگی میں اپنا عملی کردار ادا کرنے کے لیے مردوں کے شانہ بشانہ خواتین کو بھی علمی و تحقیقی، دعوتی و فکری، تربیتی و اِصلاحی اور تنظیمی و فلاحی پلیٹ فارم فراہم کیے۔ اِن تمام شعبہ جات میں خواتین قرآن و سنت کی حقیقی روح کے مطابق اپنے قائد کے اَفکار و نظریات کی روشنی میں خدمتِ دین اور فلاحِ اِنسانیت کے کام میں ہمہ وقت مصروفِ عمل رہتی ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے دیگر میادین کی طرح علمی و تحقیقی میدان میں بھی خواتین کو اپنی خدمات سرانجام دینے کے یکساں مواقع فراہم کیے ہیں۔ آپ نے فریدِ ملتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ میں 15 اکتوبر 2004ء کو باضابطہ طور پر ویمن ریسرچ اسکالرز کے شعبہ کا اِفتتاح کیا تاکہ تحقیقی شغف رکھنے والی خواتین، فاضلات اور اسکالرز عامۃ الناس اور بالخصوص خواتین کے فکری اِرتقاء کو بحال کرنے کے لیے آپ کے علمی و فکری کام کو آسان، سلیس، سادہ اور جامع انداز میں مرتب کر سکیں۔ شیخ الاسلام کی زیرِ سرپرستی شعبہ خواتین FMRi عصرِ حاضر میں عقیدہ و عمل میں اِصلاح و پختگی کے لیے بیش بہا سمعی و بصری ذرائع علم کے ساتھ جدید سے جدید تر وسائل اختیار کرتے ہوئے ''سلسلۂ تعلیماتِ اِسلام'' کی صورت میں دعوتی و تربیتی لٹریچر فراہم کر رہا ہے۔ اس شعبہ میں کام کرنے والی خواتین اسکالرز انگلش اور اردو میں یکساں مہارت رکھتی ہیں۔

زیرِ نظر تحریر میں شیخ الاسلام کے خطبات و دروس، تصنیفات و تالیفات اور اِفادات و ملفوظات سے ماخوذ سوالاً جواباً ''تعلیماتِ اسلام'' کے کام کا اُسلوبِ تحقیق قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔

ویمن اسکالرز کا اُسلوبِ تحقیق

تعلیماتِ اسلام سیریز کے ہر پراجیکٹ کے آغاز سے قبل شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے اس کی باضابطہ منظوری لی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ کے خطابات، کتب اور اِفادات و ملفوظات کو سوالاً جواباً تحریر کے قالب میں ڈھالا جاتا ہے۔ آیات و احادیث اور دیگر اقتباسات کی تخریج کے بعد ویمن اسکالرز کی طرف سے کام مکمل ہونے کے بعد مختلف مراحل میں چیک ہوتا ہے۔ بعد ازاں FMRi کی ریسرچ رِیویو کمیٹی نہایت باریک بینی سے اس تحریری مواد کا جائزہ لیتی ہے اور پھر ضروری ترامیم، اِصلاحات اور منظوری کے بعد کتاب کو حتمی شکل دی جاتی ہے۔

اِفادات کے ذرائع

۱۔ تعلیماتِ اسلام سیریز کے کسی بھی موضوع پر رہنمائی کا سب سے اہم ذریعہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مطبوعہ کتب، خطابات اور لیکچرز ہی ہیں۔

۲۔ جن سوالات پر شیخ الاسلام کی کتب اور خطابات سے مواد میسر نہیں آتا ان کے جوابات براہِ راست آپ کی رہنمائی میں مرتب کیے جاتے ہیں۔

۳۔ بعض اوقات آپ کی گوناگوں مصروفیات اور عدیم الفرصتی کے باعث مطلوبہ موضوع پر مکمل تحقیق کرنے کے بعد کام سینئر اسکالرز کو چیک کروا کر آپ کو برائے ملاحظہ و ہدایات پیش کیا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام معیاری کام پر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ضروری حذف و اِضافات بھی کرواتے ہیں۔

☆ ڈائریکٹر فریدِ ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

۴۔ بعض اوقات کسی فنی اور دقیق موضوع پر راہنمائی کی درخواست کی جاتی ہے، جسے بعد ازاں آپ شفقت فرماتے ہوئے مختلف اوقات میں اپنے خطاب اور گفتگو کا موضوع بنا لیتے ہیں۔

۵۔ کبھی کبھار ضرورت کے مطابق پراجیکٹ کے کچھ حصوں کو ملاحظہ فرما کر شیخ الاسلام ضروری اضافہ جات بھی کروا دیتے ہیں؛ مثلاً ’نکاح اور طلاق‘ میں خلع کے باب میں آپ نے ڈاکٹر غزالہ حسن قادری صاحبہ کے مقالہ ’پاکستان میں قانونِ خلع میں اصلاحات‘ کی جانب refer کیا۔ چونکہ اس موضوع پر آپ انہیں براہ راست رہنمائی فراہم کر چکے تھے، لہٰذا انہیں بطورِ اِفادات کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔

اِسلامی تعلیمات کی جدید ضروریات کے مطابق اب تک اس شعبہ کے تحت درج ذیل کتب منظرِ عام پر آ چکی ہیں:

(۱) تعلیماتِ اسلام (۲) اسلام (۳) ایمان

(4) احسان (۵) طہارت اور نماز

(6) روزہ اور اعتکاف (۷) حج اور عمرہ

(8) زکوٰۃ اور صدقات (۹) نکاح اور طلاق

(۱۰) بچوں کی پرورش اور والدین کا کردار (رحمِ مادر سے ایک سال کی عمر تک)

(۱۱) بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار (۲ سے ۱۰ سال کی عمر تک)۔

اِس وقت سلسلہ تعلیماتِ اسلام کے 11ویں والیم - ’بچوں کی تعمیر شخصیت میں والدین کا کردار (11 سے 19 سال تک)‘ - پر کام جاری ہے۔ نیز ’پردہ‘ کے موضوع پر بھی کتاب کی تیاری کا آغاز ہو چکا ہے۔

اکتوبر ۲۰۰۴ء میں تعلیماتِ اسلام سیریز کی پہلی میٹنگ میں آپ نے فرمایا تھا کہ اِن شاء اللہ یہ کتب بطور نصاب پڑھائی جائیں گی۔ الحمد للہ! آپ کے فرمان کے مطابق اس وقت مذکورہ بالا کتب اندرون اور بیرون ملک بطور نصاب مختلف کورسز میں پڑھائی جا رہی ہیں اور ان کے ذریعے ہزارہا افراد آپ کی فکر سے استفادہ کر رہے ہیں۔ یہ سب صرف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تبحرِ علمی اور علم دوستی کے مرہونِ منت ہے۔ ❁❁❁❁❁

بقیہ: مضمون۔ میرِ کارواں۔ اقبالؒ کی نظر میں

چنانچہ ملک کی خرابیوں کا ذکر ختم کر دیا گیا اور ترقی ترقی کی گردان شروع ہوگئی لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ جب ایوب خان رخصت ہوا تو سقوطِ ڈھاکہ کے لیے زمین ہموار ہوگئی تھی اور ادھر لوگ ذرائع ابلاغ کے اس پرچار میں اتنے محو تھے کہ حقیقت سے بالکل بے خبر ہو کر رہ گئے تھے۔ اسی قسم کی رجائیت کسی قوم یا ملک کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔

ہمیں آنکھیں کھول کر اردگرد کے حالات کا مشاہدہ کرنا اور فکر و تدبر سے مسائل کا حل دریافت کرنا ہے اور حل دریافت کرنے کے بعد جہد مسلسل اور عمل پیہم سے منزل کی طرف بڑھنا ہے، ہماری قوم میں بڑی صلاحیتیں مضمر ہیں اور یقیناً اسی قوم کے افراد کے لئے اقبالؒ نے کہا تھا:

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

ہماری ترقی کے راستے میں کوئی رکاوٹ ہے تو وہ صالح قیادت کا فقدان ہے، جس دن یہ خرابی دور ہوگئی یہ قوم دنیا کی منتخب ترین قوم بن جائے گی، ان شاء اللہ۔

آج نہ صرف اہل پاکستان کو بلکہ اُمت مسلمہ کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی صورت میں اقبال کے خوابوں کی تعبیر اور ایک ایسا میر کارواں میسر ہے جو دین و دنیا کا وسیع علم رکھتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ناقابل یقین سیاسی، مذہبی اور معاشی بصیرت عطا فرمائی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی بروقت قدر کی جائے، دنیا کے بدلتے ہوئے اور دگرگوں حالات میں شیخ الاسلام سے بڑھ کر کوئی قائد نظر نہیں آتا۔ آج اگر اس قیادت کی ناقدری کی گئی تو ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر ایسے جرم کے مرتکب ہوں گے جسے تاریخ معاف نہیں کرے گی۔ ضرورت ہے کہ شیخ الاسلام کے ویژن سے علاقائی اور عالمی سطح پر استفادہ کیا جائے، مگر اس سیاسی ناخواندگی کا کیا کریں کہ اہل پاکستان رہزنوں اور قزاقوں کے چنگل سے نکلنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اہل پاکستان کو ملکی اور بین الاقوامی حالات کے تناظر میں سیاسی شعور سے نوازے۔ ❁❁❁

19 فروری
قائد ڈے

نگر نگر تقریبات شہر شہر جشن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے سلسلہ میں پاکستان بھر میں امن سیمینار، شیخ الاسلام کی صحت اور درازئ عمر کیلئے دعائیں

کینیڈا | پیرس | ڈنمارک | برطانیہ | ڈبلن | ترکی | ناروے | امریکہ | سپین

نیدرلینڈ | یو اے ای | ساؤتھ افریقہ | آسٹریلیا میں خصوصی تقریبات کا انعقاد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کی تقریبات پاکستان سمیت دنیا بھر میں منعقد کی گئیں۔ مرکزی سیکرٹریٹ لاہور میں کارکنان وعہدیداران کی طرف سے قائد کی صحت اور درازئ عمر کے لیے بطور صدقہ 23 بکرے قربان کیے گئے۔ شہر شہر سالگرہ کے کیک کاٹے گئے اور شیخ الاسلام کی صحت اور درازی عمر کیلئے دعائیں کی گئیں۔

سالگرہ کے حوالے سے لاہور، کراچی، پشاور، کوئٹہ سمیت پاکستان کے تمام شہروں میں انفرادی و اجتماعی سطح پر تقریبات منعقد ہوئیں اور کیک کاٹے گئے۔ بیرون ممالک امریکہ، برطانیہ، سپین، ڈنمارک، ہالینڈ، ناروے، کینیڈا، آسٹریلیا اور ساؤتھ افریقہ سمیت مختلف ممالک میں بھی منہاج القرآن کے اسلامک سنٹرز میں خصوصی تقاریب منعقد ہوئیں اور شیخ الاسلام کی انسانیت کیلئے انجام دی جانے والی علمی و تحقیقی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ان تمام تقریبات کی تفصیلات اور تصاویر کے لیے www.minhaj.org کا وزٹ کریں۔ ان صفحات پر صرف چند تقریبات کے احوال نذرِ قارئین ہیں:

مرکزی دعائیہ تقریب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے موقع پر منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیراہتمام مرکزی سیکرٹریٹ میں دعائیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب کی صدارت صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ویڈیو لنک کے ذریعے تقریب میں شریک ہوئے۔ پروگرام تلاوت ونعت اور محفل سماع پر مشتمل تھا، محفل سماع میں معروف قوال فیض علی فیضی نے قوالی پیش کی۔ علاوہ ازیں شہزاد برادران نے اپنے مخصوص انداز میں عارفانہ کلام پیش کئے۔

ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور، بریگیڈئر ریٹائرڈ اقبال احمد خان، جی ایم ملک، سید الطاف شاہ، راجہ زاہد محمود، نوراللہ صدیقی، عدنان جاوید، جواد حامد، دیگر مرکزی قائدین اور معزز مہمانان گرامی نے قائد ڈے کی مرکزی تقریب میں شرکت کی۔

محفل سماع میں مرکزی سیکرٹریٹ کے اسٹاف ممبران اور ناظمین کو دو الگ الگ عمرہ کے ٹکٹ بذریعہ قرعہ اندازی دیئے گئے۔ عمرہ کی قرعہ اندازی ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی۔ اسٹاف ممبران میں منہاج القرآن ویمن لیگ آفس کے نائب قاصد نجم حامد خان اور ناظمین کیٹیگری میں فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر محمد فاروق رانا کے نام قرعہ نکلا۔

پروگرام کے آخر میں شیخ الاسلام کی 67 ویں سالگرہ کا مرکزی کیک کاٹا گیا۔ اس موقع پر شیخ الاسلام کی صحت وسلامتی اور منہاج القرآن کی ترقی کے لیے خصوصی دعائیں بھی کی گئیں۔

سفیر امن سیمینار (لاہور)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے موقع پر تحریک منہاج القرآن لاہور کے زیراہتمام 17 فروری کو ایوان اقبال لاہور میں زیرصدارت ڈاکٹر حسین محی الدین

قادری ایک عظیم الشان ’’سفیر امن سیمینار‘‘ منعقد ہوا۔ ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، نائب ناظم اعلیٰ محترم انجینئر محمد رفیق نجم اور مرکزی سیکرٹری اطلاعات محترم نور اللہ صدیقی نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ سیمینار میں تحریک منہاج القرآن لاہور اور تمام ذیلی فورمز کے عہدیداران اور کارکنان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کلمات استقبالیہ امیر لاہور محترم حافظ غلام فرید نے پیش کیے، جبکہ صدر پاکستان عوامی تحریک لاہور محترم چوہدری افضل گجر، جنرل سیکرٹری منہاج القرآن یوتھ لیگ لاہور محترم محمد عمر اعوان، صدر منہاج القرآن ویمن لیگ محترمہ زارا ملک، صدر منہاج القرآن علماء کونسل محترم علامہ امداد حسین شاہ اور صدر مصطفوی سٹوڈنٹ موومنٹ محترم محمد یونس نوشاہی نے شیخ الاسلام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کیا۔ ناظم لاہور محترم اشتیاق حنیف مغل اور ناظم دعوت محترم علامہ احسن اویس نے نقابت کے فرائض انجام دیئے۔ پروگرام میں شہداء سانحہ ماڈل ٹاؤن کی فیملیز نے بھی خصوصی شرکت کی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک منہاج القرآن احیائے دین، اصلاح احوال، انقلاب مصطفوی اور بیداری شعور کی تحریک ہے، جس تحریک کے پیش نظر ایسے عظیم مقاصد ہوں ان تحریکوں کے مقاصد کے حصول کا موثر ذریعہ دعوت ہوتا ہے۔ دعوت دینے والے افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ روحانی الذہن ہوں، داعی تذبذب کا شکار نہ ہو۔ اگر اس کا ایمان اعلیٰ درجے کا ہوگا تو پھر وہ لوگوں کے اندر ایمان کا فیض تقسیم کر سکے گا۔ اگر داعی خود متذبذب اور کمزور ایمان کا حامل ہے تو اس کی دعوت کبھی سودمند ثابت نہیں ہوگی۔ اس دعوت کے اندر اس دور کے درپیش مسائل کا حل موجود ہونا ضروری ہے۔ داعی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی نگاہ میں بلندی اور سخن میں دلنوازی ہو۔

تحریک منہاج القرآن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری حقیقی معنی میں اسلامی سیاسی و معاشی فکر کو عام کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ وہ پاکستان کو ریاست مدینہ کی طرح حقیقی اسلامی، فلاحی، آئینی و قانونی ریاست دیکھنا چاہتے ہیں جہاں سب کے حقوق و فرائض میں توازن ہو۔ شیخ الاسلام حضور نبی اکرم ﷺ کے تعلقِ عشقی کو بحال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ امت کا ٹوٹا ہوا تعلق قرآن اور صاحبِ قرآن سے جوڑنے کی سعی کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب پاکستان کی دھرتی پر مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع ہوگا۔

منہاج یونیورسٹی کے زیر اہتمام قائد ڈے کی تقریب

منہاج یونیورسٹی لاہور کے فاؤنڈر، چیئرمین بورڈ آف گورنرز شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے موقع پر خصوصی تقریب منہاج یونیورسٹی لاہور میں منعقد ہوئی۔ بورڈ آف گورنرز کے وائس چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تقریب کی صدارت کی۔ پروگرام میں وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی لاہور ڈاکٹر محمد اسلم غوری، ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈا پور، نائب صدر منہاج القرآن بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، کرنل (ر) محمد مبشر، کرنل (ر) محمد احمد، یونیورسٹی کے پروفیسر اور لیکچرر حضرات نے شرکت کی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کیلئے بے مثال تعلیمی ادارے قائم کئے۔ فروغ تعلیم اور فروغ امن کیلئے شیخ الاسلام نے انسانیت کیلئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ نائن الیون کے بعد مغربی دنیا نے اسلام کو دہشتگردی کے داغ سے آلودہ کرنا چاہا اور پوری دنیا میں مسلمانوں کو ٹارگٹ کیا گیا تو عالم اسلام کی واحد شخصیت ڈاکٹر طاہرالقادری تھے جو پوری دنیا میں اسلام کا پُر امن پیغام لے کر نکلے اور بتایا کہ اسلام اور پاکستان، امن کے علمبردار اور بذات خود دہشتگردی کا شکار ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خود کو صرف علمی، تحقیقی کام تک محدود نہیں رکھا بلکہ انہوں نے فلاح عامہ اور مفاد عامہ میں بھی بے مثال ادارے قائم کئے۔ تعلیم کے فروغ کے لیے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت پاکستان بھر میں 650 سے زائد سکولوں کا نیٹ ورک قائم کیا۔ ادارہ آغوش بے سہارا یتیم بچوں کو تعلیم و تربیت کا باوقار ماحول فراہم کر رہا ہے۔ اسی طرح منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اجتماعی شادیوں، وسیلہ روزگار، فری میڈیکل کیمپس اور ایمبولینس کے منصوبے، صاف پانی کی فراہمی اور سکالرشپس کے عوامی

منصوبے نمایاں ہیں جو انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور ان سے لاکھوں انسان مستفید ہو رہے ہیں۔

اس موقع پر طلباء اور مقررین نے بھی شیخ الاسلام کی علمی، تحقیقی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

آغوش کے زیراہتمام قائد ڈے کی تقریب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ پر آرفن ہوم آغوش کے زیراہتمام قائد ڈے تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی۔ تقریب میں عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور، عالمی شہرت یافتہ نقیب تسلیم صابری، معروف نعت خوان شہباز قمر فریدی، کرنل (ر) محمد مبشر، جی ایم ملک، سید امجد علی شاہ، مرکزی سیکرٹری اطلاعات نور اللہ صدیقی، ڈاکٹر نعیم مشتاق، عدنان جاوید، حافظ علی وقار، فرح ناز، شاہد لطیف، عمران ظفر بٹ، رومانہ مبشر، محمد عامر، محمد فاروق رانا، محمد عباس نقشبندی، ناصر اقبال ایڈووکیٹ اور ادارہ آغوش کے اساتذہ اور ذمہ داران نے بھی شرکت کی۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ ایک اچھا معاشرہ، اچھے افراد سے تشکیل پاتا ہے۔ اصلاحِ احوال، اخلاقیات اور تقویٰ و طہارت کو اپنانے سے ہی سیرت و کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ بے سہارا بچوں کے لیے شیخ الاسلام کی زیرنگرانی ''آغوش'' کا قیام ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ آغوش لاہور کے بعد کراچی، سیالکوٹ میں بھی اب یہ ادارے بن چکے ہیں اور اسکا دائرہ پاکستان کے تمام بڑے شہروں تک بڑھائیں گے۔

تقریب میں شہباز قمر فریدی نے صوفیانہ کلام اور منقبت پیش کی۔ علاوہ ازیں ادارہ آغوش کے بچوں نے اس موقع پر ملی نغمے، نعتیہ کلام اور قوالی پیش کی۔

ڈائریکٹر آغوش ڈاکٹر نعیم مشتاق نے استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے شیخ الاسلام کی ہمہ جہتی خدمات کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

اختتام پر شیخ الاسلام کی 67 ویں سالگرہ کا کیک بھی کاٹا گیا اور معاشرے کے بے سہارا بچوں کیلئے آغوش جیسے عظیم ادارے قائم کرنے پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔

کالج آف شریعہ کے زیر اہتمام قائد ڈے تقریب

کالج آف شریعہ کے زیر اہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے موقع پر ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں جملہ طلبہ اور اساتذہ کرام نے بطور خاص شرکت کی۔ تقریب کی صدارت محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی جبکہ مہمان خصوصی شیخ الاسلام کے قابل فخر شاگرد محترم ڈاکٹر ہمایوں احسان (پرنسپل لاء کالج) تھے۔ طلبہ نے اردو، عربی اور انگلش زبان میں شیخ الاسلام کی شخصیت اور ان کے خدمات کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کیا۔

وائس پرنسپل کالج آف شریعہ ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی نے استقبالیہ کلمات پیش کئے۔ اس موقع پر محترم ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی نے عربی زبان میں جبکہ محترم پروفیسر محمد نواز ظفر نے اردو زبان میں شیخ الاسلام کی ہمہ جہتی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر ہمایوں احسان نے شیخ الاسلام کی علمی اور فکری خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ''روحانی الذہن'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے اس پیرائے میں شیخ الاسلام کی سیرت و کردار سے مختلف واقعات اور مثالیں پیش کر کے طلبہ کے لیے اخلاقی و روحانی تربیت کے حصول کو ناگزیر قرار دیا۔

عالمی سفیرِ امن کانفرنس (نارووال)

تحریک منہاج القرآن نارووال کے زیراہتمام ''سفیر امن کانفرنس'' مؤرخہ 4 مارچ 2018ء کو منعقد ہوئی جس میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی اور خطاب کیا۔ کانفرنس میں سہارا فار لائف ٹرسٹ کے چیئرمین ابرار الحق، نائب ناظم اعلیٰ انجینئر محمد رفیق نجم سمیت دیگر مرکزی و مقامی قائدین تحریک منہاج القرآن و پاکستان عوامی تحریک اور اہم سیاسی، سماجی، مذہبی، علمی شخصیات نے بھی شرکت کی۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ عوامی تحریک اقتدار نہیں اقدار، وقار اور عوامی خدمت کی سیاست کر رہی ہے۔ تحریک منہاج القرآن پاکستان سمیت پوری دنیا میں انسانیت کی

خدمت میں پیش پیش ہے۔ یہ اعزاز ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور تحریک منہاج القرآن کو حاصل ہے کہ جنہوں نے آئندہ نسلوں کو دہشتگردی کے عفریت سے محفوظ کرنے کیلئے متبادل بیانیہ اور فروغ امن نصاب دیا۔ ہماری سیاست عوام کو تعلیم اور شعور دینا ہے اور ہم اس پر عمل بھی کر رہے ہیں۔

''عالمی سفیرِ امن سیمینار'' (ملتان)

گذشتہ ماہ تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین القادری نے ملتان کا دو روزہ تنظیمی دورہ کیا۔ ملتان آمد پر انہوں نے مقامی رہنماؤں کے ہمراہ میڈیا کے نمائندوں سے خصوصی بات چیت اور عمائدین علاقہ کے ساتھ خصوصی ملاقاتیں کیں۔ اس موقع پر عہدیداران و کارکنان تحریک کے ساتھ دعوتی و تنظیمی امور پر بھی اظہار خیال کیا۔

تحریک منہاج القرآن ملتان کے زیراہتمام ''عالمی سفیر امن سیمینار'' 24 فروری 2018ء کو منعقد ہوا، جس میں صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری مہمان خصوصی تھے جبکہ مخدوم پیر زوارالحسن چشتی نے سیمینار کی صدارت کی۔ سردار شاکر خان مزاری، چوہدری فیاض احمد وڑائچ، چوہدری عرفان یوسف، راؤ محمد عارف رضوی، ڈاکٹر زبیر اے خان، مخدوم شہباز ہاشمی، یاسر ارشاد، چوہدری قمر عباس دھول، میجر محمد اقبال چغتائی، ملک یاسر صادق ایڈووکیٹ، علامہ سعید احمد فاروقی، حاجی خلیل احمد آہیر، عمر چشتی، خالد محمود، ہما اسماعیل، خالدہ جمیل، عبدالحمید بٹ، قاری غلام شبیر سواگی، رکن الدین ندیم حامدی، چوہدری جاوید بندیشہ، راؤ جمیل احمد، احمد قریشی، علامہ عمر حیات الحسینی، پروفیسر جاوید اختر زواری، صابر علی، چوہدری محمد اکرم گجر نمبردار اور دیگر ضلعی رہنماؤں نے بھی سیمینار میں شرکت کی۔

ضلعی صدر یاسر ارشاد نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ سیمینار سے ڈاکٹر حسین محی الدین القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآن تجدید دین، اصلاح احوال، علم، امن، اعتدال اور بیداری شعور کی عالمگیر تحریک ہے۔ ایمان کی اساس کے تحفظ، انتہا پسندی اور دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کیلئے تحریک منہاج القرآن کے کارکنان اور وابستگان پوری دنیا میں اپنا دینی، قومی اور ملی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ملت اسلامیہ کو قرآن وحدیث کی تعلیمات پر مبنی اتنا علمی و تحقیقی ذخیرہ فراہم کر دیا ہے اب کوئی بھی دین دشمن نظریاتی دہشت گرد اپنے مذموم اور مخصوص تخریبی ایجنڈے کی تکمیل کیلئے آئندہ نسلوں کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ علم، امن اور محبت کی اس تحریک کے بیانیہ کو امت مسلمہ کا ہر فرد فخر کے ساتھ دنیا کے کسی بھی خطے میں بیان کر سکتا ہے۔ دینی اقدار اور پاکستان کے وقار کا تحفظ ہمارا ایمان ہے۔

عالمی سفیر امن سیمینار (ڈیرہ غازی خان)

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری 25 فروری 2018ء کو ملتان سے ڈیرہ غازی خان پہنچے، جہاں کارکنان نے آپ کا پروقار استقبال کیا۔ ڈی جی خان پہنچنے کے بعد آپ نے پرنٹ میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کی۔ بعدازاں مقامی کارکنان نے بھی ڈاکٹر حسین محی الدین قادری سے ملاقات کی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اتوار کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے سلسلہ میں منعقدہ ''سفیر امن سیمینار'' سے خطاب کیا۔ اس موقع پر کارکنان کی بڑی تعداد بھی اس پروگرام میں شریک ہوئی۔

☆ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ڈی جی خان میں تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس میں بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر کارکنان و اہل علاقہ نے اجتماع میں بھرپور شرکت کی۔

☆ ڈی جی خان میں آپ نے علماء، مشائخ اور عمائدین علاقہ سے بھی ملاقاتیں کیں۔ حضرت خواجہ پیر محمد اکرم شاہ جمالیؒ کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی، جس کے بعد انکے صاحبزادگان سے ملاقات بھی کی۔ جکھڑ امام شریف میں پیر سید باقر شاہ بخاری کے ختم چہلم کا بڑا اجتماع منعقد ہوا، جہاں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری مہمان خصوصی تھے۔ اسی روز آپ ڈیرہ غازیخان میں بستی بڈھن شاہ بھی پہنچے، جہاں خواجہ پیر اعظم شاہجہانی کے بیٹوں سے ملاقات کی اور ان کے والد گرامی کی وفات پر اظہارِ تعزیت و فاتحہ خوانی کی۔ ڈیرہ غازی خان وزٹ کے دوران آپ حضرت پیر سید علی شاہ گیلانی کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ اس موقع پر آپ نے سید علی شاہ گیلانی کے صاحبزادے کے ہمراہ شیخ الاسلام کی سالگرہ کا کیک بھی کاٹا۔

بیرون ملک تقریبات

پاکستان بھر کی طرح بیرون ممالک میں بھی پروقار قائد ڈے تقریبات منعقد ہوئیں۔ چند پروگرامز کے احوال نذرِ قارئین ہیں:

کینیڈا

منہاج القرآن انٹرنیشنل کینیڈا کے زیرِاہتمام 19 فروری 2018ء کو قائد ڈے منایا گیا، قائد ڈے تقریب کی صدارت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کی جبکہ صاحبزادہ حماد مصطفی المدنی اور صاحبزادہ احمد مصطفی العربی نے بھی خصوصی شرکت کی۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل کینیڈا کے صدر زاہد سراج، نائب صدر کامران رشید، قائدین و کارکنان بھی پروگرام میں شریک ہوئے۔

قائد ڈے پروگرام کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا، جس کی سعادت قاری شفیق احمد نعیمی الازہری نے حاصل کی۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ کے ساتھیوں نے نعت مبارکہ پیش کی۔ پروگرام میں زاہد سراج نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی دین اسلام کے لئے جو خدمات ہیں، دنیا بھر میں ان کی مثال موجود نہیں۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کینیڈا کے سینئر نائب صدر کامران رشید نے پروگرام میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ انہوں نے شیخ الاسلام کی علمی، ادبی، سیاسی، سماجی، معاشی ومعاشرتی خدمات کو اجاگر کیا۔

تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زندگی پر بنائی گئی ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی، یہ خصوصی ڈاکومنٹری منہاج القرآن انٹرنیشنل فرانس نے تیار کی ہے۔ قائد ڈے تقریب کے آخر میں محفل سماع کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں شاہد علی خان (قوال) اور ان کے ساتھیوں نے صوفیانہ کلام پیش کئے۔ پروگرام کے اختتام پر سالگرہ کا کیک بھی کاٹا گیا جبکہ شیخ الاسلام نے اُمت مسلمہ، پاکستان اور تمام تحریکی رفقاء و کارکنان سمیت سب کے لئے خصوصی دعا بھی کی۔

پیرس (فرانس)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ دنیا کے 90 ممالک کے ساتھ فرانس کے شہر پیرس میں بھی منائی گئی۔ قائد ڈے تقریب پیرس کے شمالی مضافات لاکورنیؤ میں ایک ریسٹورنٹ LA PALACE میں منعقد ہوئی، جہاں چیرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین القادری، شیخ زاہد فیاض اور علامہ حسن میر قادری مہمانان خصوصی تھے۔

سالگرہ کی اس تقریب میں ڈاکٹر طاہرالقادری کی صحت و سلامتی کی دعا کی گئی جبکہ کیک بھی کاٹا گیا۔ پروگرام میں منہاج نعت کونسل نے قوالی پیش کی۔ آخر میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے سنگت کے موضوع پر خطاب کیا۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل فرانس کے صدر چوہدری محمد اعظم اور جنرل سیکرٹری اظہر صدیق اور انتظامیہ نے یہ تقریب کامیاب انداز میں منعقد کی۔

برطانیہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کا پروگرام منہاج القرآن انٹرنیشنل UK کے زیراہتمام 17 فروری کو بریڈ فورڈ میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں برطانیہ بھر سے MQI کارکنان تمام فورمز کے نمائندگان اور مرکزی پروجیکٹس کے ذمہ داران نے خصوصی شرکت کی۔ اس پروگرام میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری مہمان خصوصی تھے۔ اس پروگرام کے انتظامات میں MQI بریڈ فورڈ اور منہاج القرآن UK کے اہم ترین منصوبہ ''بیت الزہراء'' کی ٹیم نے اہم کردار ادا کیا۔ اس پروگرام میں سینکڑوں لوگوں نے اپنی فیملیز کے ہمراہ شرکت کی۔ تلاوت حافظ احمد شاہ نور قریشی (لٹن) نے کی۔ نعت کی سعادت بلال شعیب (لندن) نے حاصل کی۔ تلاوت ونعت کے بعد منہاج دعوہ پروجیکٹ اور منہاج ویمن لیگ کے زیراہتمام کوئز پرگرام بھی ہوا۔ جس کی میزبانی محترمہ ناہید انور ملک اور محترمہ حمیرا علی نے کی۔ منہاج المنشدین (لندن) نے نعت رسول مقبول اور تحریکی ترانے پیش کئے۔ اس موقع پر شیخ الاسلام کی عالمی خدمات اور ان کی کتب کا تعارف بھی پیش کیا گیا۔ پروگران میں منہاج القرآن UK کے پلیٹ فارم سے نمایاں خدمات سرانجام دینے والے درج ذیل تنظیمات اور افراد کو ایوارڈز دیئے گئے۔

MQIلٹن، منہاج القرآن ویمن لیگ (UK)، محترمہ رانیہ حسین قادری (ڈپٹی کوآرڈینیٹر منہاج سسٹرز، مڈ لینڈ)، سفیان خالد (صدر MYL سکاٹ لینڈ)

اس موقع پر محترم ڈاکٹر حسن محی الدین نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عالمی سطح پر انسانیت اور دین اسلام کے لیے کی جانے والی خدمات اور شیخ الاسلام کی حکمت و بصیرت پر موثر اور فکر انگیز خطاب کیا۔ پروگرام کے اختتام پر محفل سماع کا بھی اہتمام تھا۔ جس میں حاجی امیر خان کی قیادت میں خان برادرز قوالی گروپ نے کلام پیش کئے۔

سپین

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے 67ویں یوم پیدائش کے سلسلہ میں سپین میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت چیئرمین سپریم کونسل صاحبزادہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کی۔ تقریب میں منہاج القرآن سپین کے عہدیداران تحریک سے وابستہ افراد، دیگر مکاتب فکر، خواتین کے علاوہ یورپ سے محمد نعیم چوہدری، علامہ حسین میر قادری بھی خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت حافظ غلام مرشد (ڈائریکٹر منہاج القرآن اوسپتالیت سنٹر) نے حاصل کی، ہدیہ نعت کا اور منقبت کا نذرانہ قدیر احمد خان نے پیش کیا۔ بعد ازاں محمد اسد، حسنات ہاشمی، حافظ محمد عمران، محمد اقبال چوہدری، خواتین سے صغریٰ باجی، صفا اور عندلیب نے شیخ الاسلام کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

چیئرمین سپریم کونسل صاحبزادہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج کا دن لاکھوں کارکنوں کیلئے تجدید وفا کا دن ہے۔ وہ اس عظیم قیادت کی رہنمائی میں مصطفوی انقلاب کی منزل کو ضرور حاصل کریں گے۔ ملت اسلامیہ کے کروڑوں مسلمان شیخ الاسلام کی علمی، روحانی، تعلیمی، سیاسی اور سماجی خدمات سے استفادہ کررہے ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کا عالم گیر پھیلاؤ اور اس کی مؤثریت اس بات کی گواہ ہے کہ قلیل عرصہ میں تحریک منہاج القرآن دنیائے اسلام کی سب سے بڑی تحریک کا روپ دھار چکی ہے اور یہ سب شیخ الاسلام کے ویژن کی بدولت ہے۔ آج دنیا بھر میں تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے لاکھوں کارکن عہد کرتے ہیں کہ ہم اس عظیم قائد کی عظیم فکر کے امین بن کر ان کے خوابوں کو حقیقت کا روپ دینے کیلئے اپنی تمام توانائیاں بروئے کار لائیں گے۔

19 فروری کا دن جہاں ہمارے لئے خوشیوں کی بہار لایا ہے وہاں ہم سے کچھ تقاضے بھی کرتا ہے اور وہ تقاضا یہ ہے کہ جس قائد سے ہم محبت کرتے ہیں ان کی منزل اور ان کا مقصد بھی ہمارا مقصد بن جائے۔ آج کا دن ہر شخص سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ جیسے آج ہم اس عظیم قائد کی ولادت کی خوشی منا رہے ہیں اور اپنے دل میں اس عظیم نعمت کی قدر رکھتے ہیں اور اپنے عظیم قائد سے محبت رکھتے ہیں تو قائد کے عظیم خواب ''مصطفوی انقلاب'' کی تعبیر کے لئے اپنے قائد کے ہمراہ تن من دھن کی بازی لگادیں۔

مصطفوی انقلاب ہماری منزل ہے جسے وہ عظیم قائد ہمارے لئے، امت مسلمہ کے لئے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس منزل کے حصول کے لئے ہمیں قائد کا دست و بازو بننا ہوگا جب تک وہ صبح انقلاب طلوع نہیں ہوجاتی، اس وقت تک اپنے اوپر آرام کو حرام کرنا ہوگا۔ انقلاب اجتماعی کوشش کا نام ہے۔ سرزمین پاکستان پر صبح انقلاب کے طلوع کے لئے ہر ایک شخص کو اپنا فریضہ ادا کرنا ہے۔

نیدرلینڈ

منہاج القرآن انٹرنیشنل نیدر لینڈ میں شیخ الاسلام کی 67 ویں سالگرہ کی مناسبت سے ایک پروقار پروگرام منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کی۔ تلاوت و نعت کی سعادت شیراز ملک نے حاصل کی جبکہ علامہ یاسر ندیم (ڈائریکٹر ہیگ) نے استقبالیہ کلمات پیش کئے۔ پروگرام میں محترم تسنیم صادق (صدر NEC نیدر لینڈ) نے اظہار خیال کرتے ہوئے شیخ الاسلام کی عالمی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شیخ الاسلام کی علمی و فکری اور عالمی سطح پر قیام امن کے لئے کی جانے والی کاوشوں کی اہمیت اور اثرات پر اظہار خیال فرمایا۔

ڈنمارک

24 فروری کو MQI ڈنمارک کے زیر اہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کی مناسبت سے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کی میزبانی کے فرائض MQI ڈنمارک اور ویلبی نے سرانجام دیئے جبکہ لوکل ایگزیکٹو کونسل MQI ویلبی نے انتظامات میں اہم کردار ادا کیا۔ اس پروگرام میں محترم علامہ حافظ نذیر احمد بطور مہمان خصوصی تشریف لائے۔ اس پروگرام میں منہاج القرآن یوتھ لیگ ڈنمارک کے صدر محترم ضوریز خوشدل نے شیخ الاسلام کی حکمت و بصیرت اور ڈائریکٹر MQI ڈنمارک محترم ارشاد حسین سعیدی نے شیخ الاسلام کی شخصیت کے موضوع پر خطاب کیا۔ محترم علامہ نذیر احمد (سفیر یورپ) نے شیخ الاسلام کی زندگی اور ان کی عالمی سطح پر خدمات کے موضوع پر خصوصی خطاب کیا۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک منہاج لائبریری فورم کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے موقع پر 19 فروری 2018ء کو کوپن ہیگن میں دعائیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید، نعتِ رسول مقبول ﷺ اور منظوم کلام کی سعادت بالترتیب علامہ حافظ محمد ادریس الازھری، حافظ محمد فرہاد اور منہاج نعت کونسل ڈنمارک کے صدر محمد جمیل نے حاصل کی۔

علامہ مفتی ارشاد حسین سعیدی (ڈائریکٹر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک) نے عصر حاضر میں شیخ الاسلام کی تجدیدی خدمات اور اس کے امتیازی پہلو کے موضوع پر گفتگو فرمائی اور شیخ الاسلام کی شخصیت کے بے مثال گوشوں کو آشکار کیا۔ تقریب کے انعقاد میں لائبریری انچارج راجہ محمد افضل نے خصوصی کردار ادا کیا۔

سفیر امن کانفرنس (ڈبلن)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67ویں سالگرہ کے سلسلے میں ڈبلن میں سفیر امن کانفرنس منعقد ہوئی جس میں منہاج القرآن آئرلینڈ کے قائدین و کارکنان اور دیگر سیاسی سماجی مذہبی تنظیمات کے عہدیداران، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اور پاکستانی کمیونٹی نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی پاکستانی سفارتخانہ ڈبلن کے سفیر ڈاکٹر سید رضوان احمد تھے جبکہ اس تقریب کی صدارت منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے مرکزی رہنما الشیخ ابو آدم احمد الشیر ازی نے کی۔ حافظ تنویر حسین نے تلاوت قرآن پاک اور ڈاکٹر گلزار احمد اور رضوان احمد طور نعت رسول مقبول پیش کی۔ نقابت کے فرائض منہاج القرآن آئرلینڈ کے انفارمیشن سیکرٹری محی الدین نے ادا کیے۔ اس کانفرنس سے ڈاکٹر سید رضوان احمد اور الشیخ ابو آدم احمد الشیر ازی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی اسلام اور پاکستان کیلئے کی جانے والی خدمات کو سراہتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے ہمیشہ سے دہشت گردی کی کھل کر مخالفت کی ہے۔ اس کانفرنس کا مقصد دنیا بھر کو امن کا پیغام دینا ہے۔

منہاج القرآن آئرلینڈ کے امیر علامہ محمد عدیل ،معروف قانون دان سولیسٹر چوہدری ، عمران خورشید، پی ٹی آئی کشمیر کے چیف آرگنائزر پیر شیراز حسین قادری، گریفتھ کالج ڈبلن شعبہ آئی ٹی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ پروفیسر ڈاکٹر وسیم اختر اور دیگر مقررین نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری نے منہاج القرآن قائم کرکے تمام اہل اسلام اور بالخصوص پاکستانی

انتقالِ پُرملال

گذشتہ ماہ مرکزی قائدین میں سے درج ذیل احباب کے اعزا و اقارب قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

☆محترم ڈاکٹر طاہر حمید تنولی کے والد محترم

☆محترم رانا محمد اکرم قادری (شریعہ کالج) کے والد محترم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کے انتقال پردلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

عوام پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری اسلام کے روشن چہرے پر پڑ جانے والی اس گرد کو صاف کرنے اور اپنے فکر و عمل اور خداداد علمی صلاحیت کے ذریعے پوری دنیا میں ہر پلیٹ فارم پر اسلام کے دفاع کے لیے فکری، نظریاتی اور علمی و عملی محاذوں پر مصروف جدوجہد ہیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری اپنی تنظیمی، انتظامی، تعلیمی، تحقیقی اور روحانی خدمات کے ذریعے شرق تا غرب اسلام کا پیغام محبت و امن کو کامیابی کے ساتھ پہنچا رہے ہیں۔

ترکی

منہاج القرآن انٹرنیشنل ترکی کے زیر اہتمام قائد ڈے کی شاندار تقریب استنبول ایوب سلطان میں انعقاد پذیر ہوئی جس میں کارکنان تحریک نے بھر پور شمولیت اختیار کی۔ مسلم کمیونٹی کے علاوہ سکھ اور کرسچن کمیونٹی بھی اس پروگرام میں بطور خاص شریک تھی۔ قائد ڈے کی تقریب میں منہاج القرآن انٹرنیشنل ترکی کی طرف سے گوشہ درود کی محفل کا انعقاد بھی کیا گیا۔

ناروے

منہاج القرآن انٹرنیشنل ناروے کے زیر اہتمام شیخ الاسلام کی 67 ویں سالگرہ کا پروگرام اوسلو میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں شیخ الاسلام کی شخصیت، خدمات، فلسفہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا جس کا مرکزی نقطہ انسانیت، امت مسلمہ کی بھلائی اور دنیا میں امن کا فروغ ہے۔

اس تقریب میں محترم علامہ صادق قریشی (ڈائریکٹر MQI لندن) مہمان خصوصی تھے۔ تلاوت، نعت، صوفیانہ کلام اور تحریکی ترانے بھی اس پروگرام میں پیش کئے گئے۔ مقررین میں اویس ثاقب (MYL ناروے)، یاسین سعید، عبدالمنان، قاری عنصر علی، شیخ اقبال فانی (اوسلو)، محترمہ سجیلہ اصغر شامل ہیں۔ اس پروگرام کے میزبان محترم افتخار محمود (اوسلو) تھے۔ علامہ صادق قریشی نے شیخ الاسلام کی سیرت و کردار اور عالمی سطح پر خدمات کے موضوع پر خصوصی خطاب کیا۔

امریکہ

منہاج القرآن انٹرنیشنل امریکہ کے زیر اہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے موقع پر منہاج القرآن النور اسلامک سینٹر میں قائد ڈے کی تقریب کا اہتمام کیا، جس میں سینٹر کے اساتذہ، طلبہ و طالبات اور ان کے والدین سمیت مختلف سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ منہاج القرآن النور اسلامک سینٹر کے طلبہ و طالبات نے تلاوت و نعت کی سعادت حاصل کی۔ منہاج القرآن اسلامک سینٹر کنیٹیکٹ کے ڈائریکٹر اور صدر منہاج القرآن علماء کونسل امریکہ علامہ محمد شریف کمالوی نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

UAE

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 67 ویں سالگرہ کے حوالے سے دوبئی میں معروف سماجی اور کاروباری شخصیت جناب افتخار منہاس نے ایک انتہائی پروقار تقریب کا انعقاد Dhow Cruise میں کیا۔ جس کے مہمان خصوصی جناب چوہدری ظفر اقبال سابقہ صدر پاکسان سوشل سنٹر شارجہ تھے جبکہ ان کے ساتھ معروف کاروباری شخصیت جناب حاجی محمد نواز اور پاکستان پیپلز پارٹی کے راہنما چوہدری راشد بریار نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض سکالر منہاج القرآن انٹرنیشنل جناب محمد محسن کھوکھر صاحب نے ادا کئے۔

حسنین علی منہاس اور عرفان خان نے تلاوت و نعت کے پھول نچھاور کئے۔ چوہدری ظفر اقبال نے شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شاندار خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان جیسی شخصیت صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔

حاجی محمد نواز نے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب کی دینی خدمات سے کئی نسلیں فیضیاب ہوں گی۔ پاکستان پیپلز پارٹی یو۔اے۔ای کے راہنما چوہدری راشد بریار نے کہا کہ محترمہ بینظیر بھٹو نے منہاج القرآن کی امن کی عظیم دعوت سے متاثر ہو کر منہاج القرآن کی لائف ممبر شپ حاصل کی۔

ابوظہبی سے محمد طفیل فل پاور رانا محمد لطیف ذیشان احمد تنویر احمد نے اپنے ساتھیوں سمیت پروگرام میں شرکت کی۔

اس عظیم الشان تقریب میں انڈین، پاکستانی اور بنگلہ دیش کی کمیونٹی نے بھرپور شرکت کی اور ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی امن

کے لئے اور دہشت گردی کے خلاف کی گئی کے خدمات کو سراہا۔

ساؤتھ افریقہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 67 سالگرہ کے موقع پر منہاج القرآن ساؤتھ افریقہ کے عہدیداران نے تقریب کا اہتمام کیا، جس میں مہمانِ خصوصی فیصل حسین مشہدی سمیت دیگر رہنماؤں رانا آصف جمیل، علامہ طاہر رفیق، عبدالروف نعیمی، جاوید اقبال اعوان اور اسماعیل خطیب نے بھی شرکت کی۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 67 سالگرہ کے موقع پر منہاج القرآن انٹرنیشنل نٹال (ساؤتھ افریقہ) کی ذیلی تنظیمات ڈربن اور پائن ٹاؤن کی تنظیمات اور ویمن لیگ نے اپنے قائد کے سالگرہ کے موقع پر بلیو لیگون بیچ ڈربن میں تقریب کا اہتمام کیا۔ چوہدری محمد افضل فیملی نے اس تقریب کے انعقاد میں خصوصی کردار ادا کیا۔ منہاج القرآن نٹال کے عہدیداران اور پائن ٹاؤن کے عہدیداران وکارکنان سمیت ویمن لیگ کی بہنوں نے بھی اس پروگرام میں بھرپور شرکت کی۔

آسٹریلیا

وکٹوریا: منہاج القرآن انٹرنیشنل وکٹوریا (آسٹریلیا) کے زیر اہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 67 ویں سالگرہ کے موقع پر منہاج سٹی میلبورن میں ایک پُروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں منہاج القرآن کے رفقاء، کارکنان اور عامۃ الناس کی کثیر تعداد نے اپنی فیملیز کے ہمراہ شرکت کی۔ پروگرام میں شریک بچوں نے تلاوتِ قرآن، نعتِ رسول مقبول ﷺ اور منقبت پیش کی۔ مقررین نے شیخ الاسلام کی خدمات پر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ محترم علامہ رمضان قادری (امیر MQI آسٹریلیا) نے خصوصی گفتگو میں شیخ الاسلام کی شخصیت اور امنِ عالم کے قیام کے لیے ان کی علمی وفکری خدمات پر روشنی ڈالی۔

سڈنی: MQI سڈنی کے زیراہتمام بھی قائد ڈے کی خوبصورت تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر کیک کاٹا گیا اور شیخ الاسلام کی درازی عمر اور صحت وسلامتی کیلئے دعائیں کی گئیں۔

قائد ڈے تقریبات

فیصل آباد میں قائد ڈے کی مناسبت سے منعقدہ شبِ دعا میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری دیگر مہمانانِ گرامی کے ساتھ شریک ہیں

منہاج القرآن انٹرنیشنل UK کے زیر اہتمام قائد ڈے تقریب میں
محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری مہمانانِ گرامی کے ہمراہ سٹیج پر موجود ہیں۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل فرانس کے زیر اہتمام منعقد قائد ڈے تقریب میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری شریک ہیں

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN APRIL-2018
LAHORE
Regd CPL No.41

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ایمان افروز علمی و تحقیقی کتب

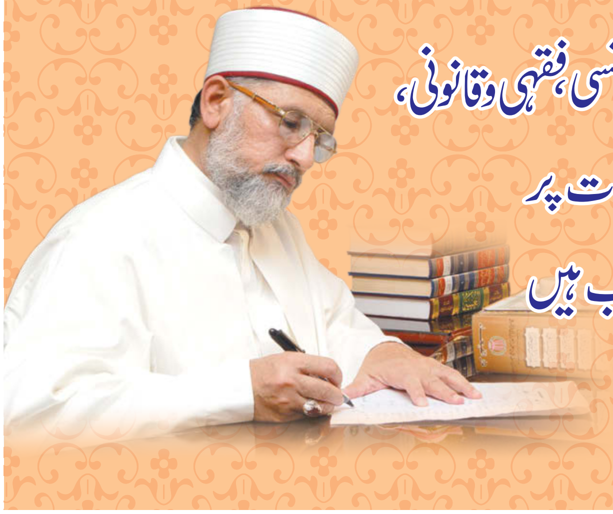

علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی، فقہی و قانونی،
انقلابی اور فکری و عصری موضوعات پر
550 سے زائد کتب دستیاب ہیں